ہیون سانگ
کا
سفرِ ہندوستان

بیلندر اور
ہرندر دھنووا

مترجم

پروفیسر ضیاء الرحمٰن صدیقی

پروفیسر ضیاء الرحمٰن صدیقی کا شمار اُردو کے ممتاز نقادوں اور معروف دانشوروں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے اعلیٰ تعلیم دہلی یونیورسٹی سے مکمل کی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ موصوف جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، پنجاب یونیورسٹی چنڈی گڑھ، اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی، نئی دہلی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ دہلی یونیورسٹی میں یو.جی سی فیلو، پھر انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ کے پوسٹ ڈاکٹورل فیلو رہے بعدازاں وہ یونین پبلک سروس کمیشن (UPSC) نئی دہلی سے منتخب ہوئے اور اُردو ٹیچنگ اینڈ ریسرچ سینٹر، سینٹرانسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویز (حکومت ہند) کے شعبہ تدریس سے بحیثیت پروفیسر وابستہ ہوگئے، اعلیٰ سطح پر تحقیقی کام کرتے رہے اور پرنسپل کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دیں۔ علاوہ بریں وہ ویسٹرن ریجنل لینگویج سینٹر بھونیشور (حکومت ہند) اور نارتھ ایسٹرن ریجنل لینگویج سینٹر گوہاٹی (حکومت ہند) میں بھی پرنسپل کے عہدوں پر فائز رہے بعد ازاں سینٹر فار پروفیشنل ڈیولپمنٹ آف اردو ٹیچرس (اردو اکادمی) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ڈپٹی ڈائریکٹر منتخب ہوئے۔ ان دنوں ڈاکٹر صدیقی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے شعبہ اردو میں پروفیسر کے عہدے پر فائز ہیں اور درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

پروفیسر ضیاء الرحمٰن صدیقی مشرقی طرز کے نقاد ہیں اور گذشتہ تین دہائیوں سے اردو زبان وادب کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اردو تحقیق وتنقید کے موضوع پر اب تک ان کی دو درجن کتابیں شائع ہوکر منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ چند کتابیں یونیورسٹیوں اور اسکولوں کے نصاب میں شامل ہیں۔ اردو ادب کی تاریخ، معروضات، دہلی کے اردو ادارے، ارمغان تحقیق، اردو ہندی ڈکشنری، اردو کا فاصلاتی نظام تعلیم، تحریک آزادی اور اردو نثر جنم دن ترجمہ، دون کا سبزہ اور اسالیب فکر ان کی اہم تصانیف ہیں۔ چند اداروں نے ان کی ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر انہیں ایوارڈ سے بھی نوازا ہے۔ پروفیسر صدیقی نے ساہتیہ اکادمی نئی دہلی اور نیشنل بک ٹرسٹ نئی دہلی کی بعض اہم کتابوں کا انگریزی سے اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ موصوف نے گورنر ریاست ہماچل پردیش کے اردو مترجم Interpreter کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی ہیں۔ بحیثیت صحافی بھی ان کی شناخت ہے۔ انھوں نے ایڈیٹر دانش و جوائنٹ ایڈیٹر سہ ماہی فکر ونظر، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، فکر وفن شملہ ہماچل پردیش اور مدیر اعلیٰ اعتراف اورنگ آباد (مہاراشٹر) انٹرنیشنل اُردو جرنل 'ورثہ' نیویارک کے ایڈیٹر کی ذمہ داری بھی قبول کی۔

یو جی سی HRDC شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے SWAYAM PORTAL پر یونیورسٹی اساتذہ کے لیے اردو ریفریشر کورس کے کوآرڈینٹر کے طور پر بھی کام کیا۔

ہیون سانگ
کا سفر ہندوستان

بیلند راور ہرندر دھنووا
مترجم: ضیاءالرحمٰن صدیقی

ورثہ فاؤنڈیشن انٹرنیشنل
WARSA FOUNDATION
INTERNATIONAL

بچوں کا ادب

ہیون سانگ کا سفرِ ہندوستان

بیلند راور ہرندر دھنووا

مترجم
پروفیسر ضیاء الرحمٰن صدیقی

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

ورثہ فاؤنڈیشن انٹرنیشنل
WARSA FOUNDATION
INTERNATIONAL

© نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا

ایڈیشن 2025

نام کتاب	:	**ہیون سانگ کا سفرِ ہندوستان**
مصنف	:	بپلندر اور ہرندر دھنووا
مترجم	:	ضیاء الرحمٰن صدیقی
قیمت	:	-/120 روپئے
کمپوزنگ	:	عبدالتواب

Hsuan Tsang's Journey to India
Translated by:
Prof. Zia-ur-Rehman Siddiqui
Department of Urdu
Aligarh Muslim University, Aligarh
Mobile: 7018979058
Edition : 2025 Rs. 120/-

ورثہ فاؤنڈیشن انٹرنیشنل
WARSA FOUNDATION INTERNATIONAL

ابتدائیہ

ہیون سانگ چین کے ان سیاحوں میں سے تھا جو بدھ مذہب کی تعلیمات کی تلاش کے سلسلے میں ہندوستان آئے تھے۔ وہ ان مقدس کتابوں کے ملنے والے چینی ترجموں سے مطمئن نہیں تھا۔ لہٰذا اٹھائیس سال کی عمر میں اس نے طے کیا کہ وہ اصل کتابوں کا مطالعہ کرنے کے بعد ہندوستان کے علما سے گفتگو کرے گا۔ ہیون سانگ ان مقدس مقامات کو بھی دیکھنا چاہتا تھا جہاں مہاتما بدھ کی زندگی میں بہت سے واقعات پیش آئے تھے۔

ہیون سانگ کو اپنی ان خواہشات کو پورا کرنے کے لیے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ویران جنگلوں، ریگستانوں اور برفیلی چٹانوں کو پار کرتا ہوا وہ ہندوستان پہنچا تھا۔

ہیون سانگ تیرہ سال تک ہندوستان میں رہا۔اس نے اپنے سفرنامے میں ہندوستان کے لوگوں، عمارتوں اور یہاں کی مختلف چیزوں کا ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب ہیون کے سفر ہندوستان سے متعلقہ تحریروں پر انحصار کر کے لکھی گئی ہے۔

•••

باب اوّل

سفر کا آغاز

630ء کی بات ہے چین میں خزاں کا موسم تھا۔ ہیون سانگ نے سمیرو پہاڑ کو دیکھا۔ یہ پہاڑ ایک وسیع سمندر کے درمیان میں واقع تھا اور سونے چاندی کا بنا ہوا بڑا خوشنما معلوم ہوتا تھا۔ ہیون سانگ اس پہاڑ پر چڑھنا چاہتا تھا لیکن سمندر کی لہریں بہت تیز تھیں۔ وہاں نہ جہاز تھا اور نہ کوئی کشتی دکھائی دیتی تھی۔ ہیون سانگ نے بلاخوف وخطر اُن لہروں پر قدم رکھا اچانک ایک پتھر اس کے پیر کے نیچے آ گیا۔اس نے اپنا پیر اس پتھر پر رکھ دیا۔ وہ پتھر غائب ہوا اور دوبارہ اگلے قدم کے لیے سامنے آ گیا۔اس قدم قدم ملنے والے پتھر کی مدد سے وہ اس پہاڑ کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس پہاڑ پر چڑھنا ہی چاہتا تھا کہ تیز ہوا چلی اور اس کو اُڑا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے گئی۔

ہیون سانگ اس خواب کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔اس نے اس خواب کو گوتم بدھ

کی سرزمین یعنی ہندوستان کے سفر کے لیے بہت مبارک تصور کیا۔اس نے چین کی راجدھانی چانگ اُن سے اپنے سفر کا آغاز کیا اور ’لیانگ چوٗ‘ پہنچا۔وہاں کے لوگوں نے ہیون سانگ سے قیام کے لیے کہا اور گزارش کی کہ وہ بدھ مذہب کی تعلیمات بیان کرے کیوں کہ وہ بدھ مذہب کا ایک مشہورِ عالم تھا۔

بہت سے تاجر وسط ایشیا، تبت اور پامیر کے دور دراز علاقوں سے گھومنے کے لیے ’لیانگ چو‘ آتے تھے۔مختلف جگہوں سے آئے ہوئے یہ لوگ ہیون سانگ کی معلومات افزا مذہبی تقریروں کو سن کر بہت متاثر ہوئے۔انھوں نے اپنے ملک واپس جاکر ہیون سانگ کی تعریف کی اور لوگوں کو بتایا کہ وہ بدھ مذہب کے گہرے مطالعے کے لیے ہندوستان جاکر ہندوستانی علما سے گفتگو کرے گا۔دور دراز کے لوگوں نے ہیون سانگ کے استقبال کی تیاری شروع کردی۔

اس زمانے میں چین میں ایسے قانون نافذ تھے جن سے ملک کے باہر جانے میں رکاوٹ پیدا ہوتی تھی۔لیکن ہیون سانگ ہندوستان کے سفر کا مستحکم ارادہ کر چکا تھا۔وہ مدد کے لیے لیانگ چو کے ایک باعزت بھکشو کے پاس گیا۔بھکشو نے رہنمائی کے لیے اپنے دو شاگردوں کو ہیون سانگ کے ساتھ بھیج دیا۔

وہ لوگ دن میں چھپ جاتے اور رات میں سفر کرتے تھے۔ہیون سانگ اور اس کے ساتھی ’کواچوٗ‘ پہنچے جو ریاست ’ہامی‘ کے قریب چین کی سرحد کو پار کرنے

کے لیے آخری جگہ تھی۔وہاں ہیون سانگ نے تاجروں اور صنعت کاروں سے ان مغربی راستوں کے بارے میں معلومات کی جو ہندوستان تک جاتے تھے۔

ایسے ہی ایک راستے کے بارے میں اس کو بتایا گیا: ’’شمال میں پچاس لی (تین لی ایک میل کے برابر ہوتے ہیں) کے فاصلہ پر ’ہُو۔لُو نامی‘ ایک ندی ہے۔اس میں پانی کا بہاؤ اتنا تیز ہے کہ کوئی بھی کشتی اس کو پار نہیں کر سکتی۔

ہیون سانگ نے معلوم کیا کہ دوسرے سیاح اس ندی کو کس طرح پار کرتے ہیں۔وہاں ضرور کوئی راستہ ہوگا۔‘‘

’’جہاں پر یہ ندی تھوڑی سی تنگ ہے، اس کو وہیں سے پار کیا جا سکتا ہے۔‘‘ بتانے والے نے بتایا لیکن ندی ہی راستہ میں رکاوٹ نہیں ہے۔‘‘ ہیون سانگ کو فکر ہوئی کہ اسے اور کس طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آدمی نے اپنی بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا: ’’وہاں رکاوٹیں ہیں ان رکاوٹوں کے پیچھے بُرجوں والے پانچ مینار ہیں، ان میناروں پر جو محافظ رہتے ہیں، وہ بہت چوکس ہیں۔کوئی شخص بھی ان کی نظر میں آئے بغیر چین کی سرحد پار نہیں کر سکتا۔وہ مینار یہاں سے تقریباً ’سو لی‘ کے فاصلہ پر ہیں۔وہاں پر نہ پانی ہے اور نہ کوئی سبزہ اُگتا ہے اس کے آگے موہویان کا ریگستان اور ریاست ہامی کی سرحد ہے۔

ہیون سانگ ایک ماہ تک یہ سوچتا رہا کہ چین کی سرحد کو پار کرنے کے لیے کون سا راستہ اختیار کیا جائے۔ ہیون سانگ کی پریشانیوں کو بڑھانے کے لیے جاسوس نے 'لیانگ چو' کے گورنر کو خفیہ طور پر اس کے منصوبے کے بارے میں اطلاع کردی جس سے ہیون سانگ کے چین سے باہر جانے پر سخت پابندی لگا دی گئی۔

گورنر ایک مذہبی اور نیک آدمی تھا۔ اس نے خفیہ طور پر ہیون سانگ کو ان ہدایات سے آگاہ کر دیا۔ بھکشو نے گورنر کی طرف دیکھا اور مستحکم ہو کر کہا: ''میں اپنے راستہ میں کسی رکاوٹ سے نہیں گھبراتا۔ فاہیان اور دوسرے بھکشو عوام کے فائدے کے لیے بدھ مذہب کی تعلیمات حاصل کرنے ہندوستان گئے تھے۔ میں بھی ان کے نقش قدم پر چلنا چاہتا ہوں۔''

گورنر ہیون سانگ کے عزم سے بہت متاثر ہوا اور اس نے ہدایت نامہ پھاڑ دیا۔ اس نے کہا: ''تم یہاں پر محفوظ نہیں ہو اور تمہیں جلدی ہی یہاں سے چلا جانا چاہیے۔ بہت سے لوگ ہیں جو تمہارے راستہ میں رکاوٹ بن سکتے ہیں۔''

ہیون سانگ نے گورنر سے رخصت چاہی۔ لیکن ان کی پریشانی برقرار رہی۔ گھر واپس آتے وقت راستہ میں اس کی ملاقات اپنے ساتھیوں سے ہوئی۔ دونوں بھکشو بہت پریشان نظر آرہے تھے۔ ہیون سانگ نے ان سے پریشانی کی وجہ

معلوم کی۔ ان میں سے ایک بھکشو نے بتایا: ''لیانگ چو سے مخبری کر دی گئی ہے۔ اگر سرحد پار کرتے ہوئے پکڑے گئے تو ہمیں سخت سزا ملے گی۔ اس لیے میں آگے جانے سے ڈر رہا ہوں۔'' اس کی آواز لرز رہی تھی۔

ہیون سانگ نے محسوس کیا کہ وہ بہت خائف ہے۔ ہیون سانگ نے بھکشو

سے کہا: ''جیسی تمہاری مرضی چاہو تو واپس لوٹ جاؤ۔'' پھر اُس نے دوسرے بھکشو کی طرف دیکھا اس نوجوان بھکشو کا چہرا پیلا پڑا ہوا تھا۔ اس سے سیدھا بیٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔

بھکشو نے آہستہ آواز میں کہا: ''جناب عالی میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں لیکن۔۔۔'' ہیون سانگ نے اپنا ہاتھ بھکشو کے ماتھے پر رکھا، ماتھا گرم تھا۔ ''تم بہت کمزور ہو گئے ہو۔ میرے ساتھ اتنا طویل سفر طے نہیں کر پاؤ گے۔ صحت مند ہونے تک یہیں ٹھہرو۔ اس کے بعد لیانگ چو واپس چلے جانا۔''

ہیون سانگ سوچی نے افسردگی کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے رخصت چاہی اور مندر جا کر اپنا سر مہاتما بدھ کی مورتی کے سامنے جھکایا اور ایک رہبر کے ملنے کی دعا کی جو بہ حفاظت چین کی سرحد کو پار کر سکے۔ اسی لمحہ ایک آدمی جو مغرب کی جانب سے آ رہا تھا مندر میں داخل ہوا۔ اس نے ہیون سانگ کے سامنے سر جھکایا اور اس کے گرد تین چکر لگائے اور کہا: ''میرا نام بندھا ہے اور میں آپ کا شاگرد بننا چاہتا ہوں۔ مجھے پانچ وچن لینے کی اجازت دیجیے۔''

بندھا نے وچن لیے اور ہیون سانگ کے سامنے ایک بار پھر سر جھکایا ہیون سانگ نے سمجھ لیا کہ بندھا ذہین بھی ہے اور طاقتور بھی۔ ہیون سانگ نے اس سے کہا کہ ''مغرب کی طرف سفر کے لیے اسے ایک رہبر کی ضرورت ہے۔''

بندھا نے یقین دلایا کہ ''میں آپ کو پانچوں میناروں سے آگے لے جاؤں گا۔ میں راستے سے بخوبی واقف ہوں۔ اب آپ کو کسی دوسرے رہبر کی ضرورت نہیں ہے۔''

دوسرے دن سورج غروب ہونے پر ہیون سانگ قریب کے جنگل میں پہنچ گیا۔ وہاں وہ بندھا کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد بندھا ایک دبلے لال رنگ کے گھوڑے پر آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کے ساتھ دوسرے گھوڑے پر ایک بوڑھا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ دونوں گھوڑے سے اتر کر بھکشو کے پاس آئے بندھا نے بھکشو کو بتایا: ''یہ بوڑھا تیس بار سے زیادہ 'ہامی' کا سفر کر چکا ہے اور دوسرے لوگوں کے مقابلے میں وہاں کے راستوں سے اچھی طرح واقف ہے۔

ہیون سانگ کو دیکھ کر بوڑھے آدمی کے چہرے پر وحشت کے آثار نمایاں ہوئے تھے۔ مغرب کے راستے پیچیدہ اور پر خطر ہیں۔ کبھی ریت کے ٹیلے راستہ روک لیتے ہیں تو کبھی ندی نالے۔ کبھی کبھی بھوت پریت تیز و تند ہواؤں کی شکل میں حملہ آور ہوتے ہیں ان سے بچنا بہت مشکل ہے۔ اس لیے آپ کا تنہا سفر کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ آپ اپنی زندگی سے نہ کھیلیں۔

لیکن ہیون سانگ نے سفر کا پکا ارادہ کر لیا تھا۔ ''میں جب تک مہاتما بدھ کی سرزمین پر نہیں پہنچ جاتا، اس نے قسم کھائی، چین واپس نہیں جاؤں گا۔ چاہے اس

کے لیے میں راستے میں مر ہی کیوں نہ جاؤں۔‘‘

بھکشو کا عزم دیکھ کر بوڑھے آدمی نے کہا: ’’اگر تم نے جانے کا مستحکم ارادہ کر ہی لیا ہے تو میرا گھوڑا لے جاؤ یہ کئی بار ’ہامی‘ کا سفر کر چکا ہے اور راستوں سے اچھی طرح واقف ہے کیونکہ تمہارا گھوڑا کمزور ہے اس کا ’ہامی‘ پہنچنا مشکل ہو جائے گا۔‘‘

ہیون سانگ اس کے گھوڑے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ ’چیانگ ان‘ کے ایک نجومی نے اس کو بتایا تھا کہ مغرب سے اس کا سفر ایک ایسے گھوڑے پر ہوگا جو دبلا پتلا ہوگا، اس کا رنگ لال اور چمکتی ہوئی آنکھیں ہوں گی۔ بھکشو نے اس گھوڑے کو بہ خوشی قبول کر لیا اور بدلے میں اپنا گھوڑا دے دیا۔

●●●

باب دوم

مشکل مرحلہ

رختِ سفر باندھ کر ہیون سانگ گھوڑے پر سوار ہوا اور ’’کواچو‘‘ کے لیے روانہ ہوا۔ بندھا کے ساتھ پوری رات کا سفر طے کرنے کے بعد وہ ندی پر پہنچا۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر راستے کی رُکاوٹیں نظر آرہی تھیں۔ وہ ابھی دس لی کے فاصلہ پر تھے کہ ندی نظر آنے لگی۔ انہیں اندازہ ہوا کہ ندی کی چوڑائی اس خاص جگہ سے دس فٹ سے زیادہ نہیں ہے۔ بندھا نے گھوڑے سے اُتر کر پیڑ سے لکڑی کاٹی اور اس کے تختے تیار کیے۔ ان تختوں کا پل بنایا اور پیڑوں کے پتوں کو پُل پر پھیلا دیا۔ اس طرح انہوں نے گھوڑوں پر سوار ہو کر ندی کو پار کیا۔

طویل سفر طے کرنے کے بعد دونوں تھک گئے تھے۔ انہوں نے زمین پر چٹائیاں بچھائیں اور آرام کرنے کے لیے لیٹ گئے لیٹتے ہی گہری نیند میں سو گئے۔

دوسرے دن انہوں نے اپنا سفر پھر شروع کیا۔ ابھی کچھ فاصلہ طے کیا تھا کہ بندھا اچانک رک گیا اور روکھے پن سے بولا: ’’میں آگے نہیں جا سکتا۔‘‘

''کیوں بندھا؟ کیا ہو گیا؟'' ہیون سانگ نے پریشان ہو کر پوچھا۔

''بات کچھ نہیں ہے۔'' بندھا نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔ ''میری کچھ گھریلو مجبوریاں ہیں اور ویسے بھی میں اپنے ملک کے قوانین کو نہیں توڑ سکتا۔''

بندھا نے ہیون سانگ کو راستے میں پیش آنے والے خطرات کے بارے میں بھی بتایا۔ ہیون سانگ بہت مایوس ہوا لیکن وہ سفر کا پکا ارادہ کر چکا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر میرا جسم ٹکڑوں میں بھی تقسیم کر دیا جائے گا تب بھی میں واپس نہیں جاؤں گا کیوں کہ میں قسم کھا چکا ہوں۔'' بندھا واپس چلا گیا اور بھکشو واپس جاتے ہوئے بندھا کو خاموشی سے دیکھتا رہا۔

''مجھے اپنا سفر جاری رکھنا چاہیئے۔'' ہیون سانگ نے سوچا ''کسی دوسرے رہبر کی تلاش میں، میں واپس نہیں لوٹ سکتا۔'' اس نے گھوڑے کی راسیں ڈھیلی کیں اور آگے کی طرف بڑھا۔ راستہ میں ہڈیوں کے پنجر اور گھوڑے کی لید کے ڈھیر پڑے ہوئے تھے۔

سورج کی تمازت کی وجہ سے ہیون سانگ کو گرمی اور تکان محسوس ہوئی۔ اس ویران ریگستان میں نہ کوئی درخت تھا اور نہ کسی طرح کی چھاؤں جہاں وہ ٹھہر کر آرام کر سکتا اس لیے وہ آگے ہی بڑھتا گیا۔

اچانک کچھ فاصلے پر ہتھیار بند گھوڑوں پر سوار نظر آئے ان میں سے سینکڑوں لوگ جانوروں کی کھالوں کے بنے ہوئے لباس پہنے ہوئے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ

وہ کسی جادو سے سامنے آ کھڑے ہوئے ہوں۔ وہ گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار تھے ان کے ہاتھوں میں جھنڈے اور مختلف طرح کے چمکتے ہوئے ہتھیار تھے ان کی شکلیں بدلتی ہوئی محسوس ہوئیں اور دیکھتے دیکھتے انہوں نے ہزاروں کی شکلیں اختیار کیں۔

ہیون سانگ انہیں دیکھ کر بہت ڈرا اسی لمحہ اسے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ ''ڈرومت! ڈرومت! ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ لوگ جنت سے آ رہے ہیں۔'' ہیون سانگ آگے کی طرف بڑھتا رہا۔ وہ سب سراب یعنی فریبِ نظر تھا۔ لیکن چین کے لوگوں کے عقیدے کے مطابق وہ سب بھوت پریت تھے اور انھیں کے لیے یہ میدان بہت مشہور تھا۔

ہیون سانگ اسّی لی کا فاصلہ طے کر کے پہلے مینار کے قریب پہنچ گیا۔ ابھی دن باقی تھا اور وہ اس روشنی میں دوسروں کو نظر آ سکتا تھا۔ بھکشو نے رات ہونے تک وہیں چھپنے کا ارادہ کر لیا: ''جیسے ہی اندھیرا ہوگا، میں نکل چلوں گا۔'' وہ مینار کے قریب ہی ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا۔ اسے گرمی اور پیاس لگ رہی تھی۔ پانی پینے کے لیے اس نے تھیلے کی طرف ہاتھ بڑھایا تھیلے میں پانی بھی ختم ہو چکا تھا۔ مایوس ہو کر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور تھوڑی دیر کے لیے اس پر غنودگی طاری ہوگئی۔

جب آنکھ کھلی تو پیاس اور تیز ہوگئی تھی۔ اس نے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر

دیکھا۔ مینار کے قریب پانی کا ایک گڑھا نظر آیا اس نے گڑھے سے پانی پیا اور ہاتھ منھ دھو کر پانی بھرنے کے لیے اپنا تھیلا پانی میں ڈبو یا۔ وہ اس کے بھرنے کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا کہ اچانک ایک سنسناتا ہوا تیر اُس کے گھٹنے میں آ کر لگا۔ اس کے بعد دوسرا تیر آیا۔ ہیون سانگ چلا کر بولا: ''میں بھکشو ہوں اور چین سے آ رہا ہوں۔'' لمحوں میں سپاہیوں نے اسے گھیر لیا، جو اُسے کمانڈنٹ کے پاس لے کر گئے۔

کمانڈنٹ نے کہا: ''تو تم بھکشو ہو میں نے تمہارے بارے میں بہت کچھ سنا ہے۔''

کمانڈنٹ کی آواز میں ہمدردی تھی۔ کمانڈنٹ کے ہمدردانہ رویے کو دیکھ کر بھکشو کو بہت حیرت ہوئی۔ اس نے ہیون سانگ کو مارنے کے بجائے اپنے ساتھ چلنے کے لیے کہا۔ بھکشو نے منع کر دیا کیوں کہ وہ سفر کے ارادے کو ترک نہیں کر سکتا تھا۔

صبح کو سورج نکلنے پر کمانڈنٹ، ہیون سانگ کی رہنمائی کے لیے کچھ دور تک اس کے ساتھ گیا۔ بھکشو کو راستے کے لیے پانی اور اپنے چچازاد بھائی کے لیے ایک خط دیا جو دوسرے مینار کے علاقہ کا سردار تھا۔ ''میں نے اس میں آپ کی مدد کے لیے لکھا ہے۔'' اس نے بتایا اور ہیون سانگ سے اجازت لے کر واپس ہو گیا۔

ہیون سانگ نے پورے دن آرام سے سفر کیا اور رات ہونے تک دوسرے

مینار پر پہنچ گیا۔ وہاں کے سردار نے اس کا بڑی گرم جوشی سے استقبال کیا۔ ہیون سانگ کچھ دیر وہاں ٹھہرنے کے بعد آگے کی طرف روانہ ہوا۔ چلنے سے قبل سردار نے بھکشو سے کہا: ''اگلے دو میناروں تک کوئی پریشانی نہیں ہے لیکن پانچویں مینار سے ذرا سنبھل کر گزرنا، وہاں کے لوگ بہت ظالم ہیں۔ وہ تمھیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔''

''میں وہاں کیسے بچ سکتا ہوں؟'' ہیون سانگ نے پوچھا ''وہ تو میرے راستے میں ہے۔''

''چوتھے مینار سے تیزی سے گزر کر جنگلی گھوڑوں کے میدان میں پہنچ جانا جو تقریباً سو لی دور ہے۔ وہاں سے تم پانی بھی لے سکتے ہو۔''

کمانڈنٹ کے مشورے پر ہیون سانگ نے اپنا راستہ موہیان کے ریگستان کی طرف بدل لیا۔ یہ راستہ تقریباً آٹھ سو لی تک پھیلا ہوا ہے اور ریت کی ندی کے نام سے جانا جاتا ہے اس ریگستان میں دور دور تک کوئی پرندہ یا کوئی جانور دکھائی نہیں دیتا۔ وہاں پر نہ پانی تھا اور نہ کوئی سبزہ اگتا تھا۔ ہیون سانگ نے ہدایتوں کی پوری طرح پیروی کی کوشش کی مگر وہاں پہچان کے لیے نشانات ہی نہ تھے۔ تقریباً 100 لی کا سفر طے کرنے کے بعد اس نے اپنے آپ کو بھٹکا ہوا محسوس کیا وہ جنگلی گھوڑوں کا میدان تلاش نہیں کر سکا تھا، وہ اس صحرا میں کب تک بھٹکتا رہے گا؟ مایوس نظروں سے اِدھر اُدھر دیکھتا اور جہاں تک اس کی نظر جاتی

ریت کا ایک لامتناہی سلسلہ نظر آتا۔ گھوڑے کے قدم ڈگمگانے لگے اور اس نے بے چینی سے گردن ہلائی۔ پانی کا تھیلا پھسل کر زمین پر گر پڑا۔ ہیون سانگ پانی کا تھیلا اٹھانے کے لیے گھوڑے سے کود پڑا۔ تھیلے سے پانی رِس رہا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارا پانی زمین میں جذب ہو گیا۔ بھکشو پر خوف طاری ہو گیا۔ اسے کس سمت جانا چاہیے؟ اس نے اپنے آپ سے کہا: ''مشرق کی طرف واپس جانے سے بہتر ہے کہ مغرب کی سمت بڑھتے ہوئے دم نکل جائے۔''

ہیون سانگ نے ہمت نہ ہاری، اپنے گھوڑے کا منہ شمال مغرب کی جانب موڑا اور خدا سے دعا کی کہ وہ صحیح راستہ پر چلتا رہے۔ اس کو چاروں طرف لامحدود ریت کے میدان دکھائی دے رہے تھے۔ وہاں پر نہ کوئی آدمی تھا اور نہ جانور وہاں کے منظر کو بھکشو نے اس طرح بیان کیا ہے: ''رات میں بھوت پریت آگ کے شعلے اُگلتے اور دن میں ہوا گرد و غبار کی اس طرح بارش کرتی کہ بارش کا موسم لگتا تھا۔ اس پر پانی نہ ملنے کی وجہ سے پیاس کی تڑپ، مگر ہیون سانگ اپنے ارادے میں اٹل رہا۔

پوری عقیدت کے ساتھ اس نے دعا کی۔ ہیون سانگ کے اس سفر کا مقصد نہ دنیاوی مال و متاع کی خواہش تھی اور نہ شہرت اور نام کی طلب۔ بلکہ اعلیٰ مذہبی اقدار اور سچائی کی تلاش تھی۔ مہاتما بدھ کا مقصد بھی مخلوق کو تکلیفوں سے نجات دلانا تھا کیا میری تکلیفوں اور پریشانیوں سے وہ انجان ہیں؟

ہیون سانگ پانچ دن اور چار راتوں تک بغیر پانی کے سفر کرتا رہا۔ آخر میں وہ بے بس ہو کر گرم ریت پر لیٹ گیا۔ رات قریب آئی تو ٹھنڈی ہوا چلنے لگی اور تھوڑا آرام ملنے پر اسے نیند آ گئی۔ اُس نے خواب میں 'چانگ' نامی بے شمار روحانی وجود (ایک چانگ ایک سوا کتالیس اِنچ کے برابر ہوتا ہے) دیکھے۔ انہوں نے ہیون سانگ سے کہا: ''تم ابھی تک یہاں کیوں سو رہے ہو؟ اٹھو اور اپنے سفر پر آگے بڑھو۔''

ہیون سانگ کی آنکھ کھل گئی اور اس نے خود کو تازہ دم محسوس کیا۔ گھوڑا بھی تازہ دم اور قوی نظر آیا۔ ابھی اس نے دس لی کا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ اچانک گھوڑا دوسری سمت مڑا اور ہیون سانگ کو اس بڑے میدان میں لے گیا جہاں چاروں طرف ہریالی اور سبزہ تھا۔

ہیون سانگ سبزے کو دیکھ کر رک گیا اور گھوڑے کو ہری گھاس چرنے کے لیے چھوڑ دیا۔ صبح سورج کی تیز روشنی میں اسے پانی کا ایک چشمہ نظر آیا جو شیشے کی طرح چمک رہا تھا۔ بھکشو نے سیر ہو کر پانی پیا اور دونوں (بھکشو اور گھوڑے) میں ایک بار پھر توانائی پیدا ہو گئی ہیون سانگ نے سفر کے لیے تازہ پانی اور گھوڑے کے لیے چارہ لے کر اپنا سفر پھر شروع کر دیا۔

دو روز مسلسل سفر کرنے کے بعد ہیون سانگ ریگستان سے نکل کر 'ہامی' پہنچ گیا۔

باب سوم

اسیری

ہیون سانگ کو دیکھ کر ہامی کا بادشاہ بہت خوش ہوا، اسے خوش آمدید کہا اور اپنے محل میں ٹھہرنے کے لیے دعوت دی۔ یہاں بھکشو مغرب میں واقع ایک بڑے نخلستان 'طرفان' کے سفیروں سے ملا۔ طرفانیوں نے فوراً ایک فوجی دستہ اس کے استقبال کے لیے بھیجا اور حکم دیا کہ اس کو شاہی اعزاز کے ساتھ ہمارے شہر میں لایا جائے۔ حالانکہ ہیون سانگ کا طرفان جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا لیکن اُسے جانا ہی پڑا۔

شاہی اعزاز کے ساتھ چھ دن کا سفر طے کرنے کے بعد ہیون سانگ طرفان کی سرحد پر پہنچا۔ سورج چھپ گیا تھا اور وہ لوگ بھی کافی تھک گئے تھے اس نے کہا: ''یہیں ٹھہر کر ہم رات بھر آرام کریں گے اور صبح کو شہر میں داخل ہوں گے۔''

ابھی الفاظ کی گونج ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک سوار گھوڑے پر سرپٹ دوڑتا ہوا آیا

اور کہا: ''بادشاہ سلامت انتظار کر رہے ہیں۔ آپ کو فوراً شہر پہنچ جانا چاہیے۔''

ان سب کے لیے تازہ دم گھوڑوں کا انتظام کیا گیا اور ہیون سانگ کے لال رنگ کے دبلے پتلے گھوڑے کو بھی آرام کے لیے وہیں چھوڑ دیا گیا۔ اور وہ اس شاہی شہر میں وہ آدھی رات کو داخل ہوئے۔ بادشاہ کو بھکشو کے پہنچنے کی فوراً اطلاع دے دی گئی۔ اگرچہ کافی رات ہو چکی تھی لیکن بادشاہ پھر بھی بھکشو سے ملاقات کے لیے وہاں آیا۔

بادشاہ بھکشو کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنا ہاتھ بھکشو کے کندھے پر رکھا اس کے چاروں طرف نوکر چاکر ہاتھوں میں مشعلیں لیے ہوئے کھڑے تھے۔ اس نے ہیون سانگ کو لے جا کر ایک بڑے ہال میں ہیروں سے مرقع چوکی پر بٹھایا اور کہا: ''میں نے جب سے آپ کا نام سنا ہے، مارے خوشی کے نہ سو سکا ہوں اور نہ کچھ کھا پی سکا ہوں۔ مجھے یقین تھا کہ آپ آج رات کو ضرور پہنچ جائیں گے۔ میری بیوی اور بچے آپ کے استقبال کے لیے ابھی تک جاگ رہے ہیں۔''

بادشاہ نے بھکشو کی بہت خاطر کی۔ سویرا ہونے والا تھا مگر ہیون سانگ کی آنکھیں نیند کے دباؤ سے بند ہوئی جا رہی تھیں۔ ''میں سفر سے بہت تھک گیا ہوں اب سونا چاہتا ہوں۔'' اُس نے کہا۔

بادشاہ نے ہیون سانگ کی خواہش کا احترام کیا اور اپنے محل میں لوٹ گیا۔

مہمان کی دیکھ بھال کے لیے کئی نوکر چاکر وہاں موجود تھے۔

بادشاہ، ہیون سانگ کو طرفان میں بدھ مندر کا صدر بنانا چاہتا تھا۔ اس نے ہیون سانگ کو ہر طرح کے آرام واحترام کا یقین دلایا لیکن ہیون سانگ نے انکار کرتے ہوئے کہا ”مجھے بدھ صحیفوں کی وضاحت کی تلاش میں ہندوستان جانا ہے تاکہ مشرق کے لوگ بھی اس علم ومعلومات سے فیض یاب ہوسکیں۔“

”بادشاہ کو حکم عدولی پسند نہیں۔“ اس نے کہا: ”سن لنگ پہاڑ اپنی جگہ سے گر سکتا ہے مگر میرا حکم اٹل ہے۔“

بھکشو نے کہا: ”اور میرا مقصد بھی نہیں بدل سکتا۔“ اس طرح بادشاہ نے بھکشو کو رشوت کا لالچ دیا اور اسے منہ مانگی دولت دینے کو کہا لیکن بھکشو وہاں ٹھہرنے پر راضی نہیں ہوا۔ تب بادشاہ نے دھمکی دیتے ہوئے کہا: ”میرے پاس دوسرا راستہ بھی ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ تم یہاں سے نکل جاؤ گے لیکن تمہیں طاقت کے بل پر روک سکتا ہوں اور تمہیں تمہارے ملک واپس بھیج سکتا ہوں۔ تمہارے حق میں یہی بہتر ہے کہ میرے حکم کی تعمیل کرو۔“

ہیون سانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا: میں بدھ مذہب کی تعلیم کی تلاش میں ہوں۔ میں کسی کی مخالفت سے نہیں ڈرتا۔ بادشاہ سلامت آپ کا حکم صرف میرے جسم پر چل سکتا ہے میرے عزم اور ارادے کو نہیں چھو سکتا۔ ہیون سانگ نے قسم کھائی کہ جب تک بادشاہ اس کو جانے کی اجازت نہیں دے گا تب تک وہ نہ کھانا کھائے گا اور نہ ہی پانی پیئے گا۔ تین دن گزر جانے کے بعد بھکشو بہت کمزور ہوگیا۔ چوتھے دن بادشاہ خود ہیون سانگ کے پاس آیا اور شرمندگی سے سر جھکا کر بولا: ”محترم آپ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں۔ براہ کرم کچھ کھا لیجیے۔“

ہیون سانگ کو بادشاہ کی نیت پر شک تھا۔ اس نے بادشاہ کو سورج کی طرف ہاتھ اٹھا کر اپنی بات دہرانے کے لیے کہا۔

بادشاہ نے کہا: ” آیئے چلیں، میں یہ الفاظ مہاتما بدھ کے سامنے کہہ سکتا

ہوں۔"

اب ہیون سانگ کو بادشاہ پر یقین ہو گیا اور اس نے اپنا برت توڑ دیا۔ بادشاہ نے بھکشو سے گزارش کی کہ ہندوستان سے واپسی پر بھی وہ ایک بار اس کی سلطنت میں قیام کرے۔

بادشاہ نے کہا: "میں جانتا ہوں کہ آپ نے سفر کا پکا ارادہ کر لیا ہے لیکن میں ایک ماہ کے لیے آپ کا سفر ملتوی کرنا چاہتا ہوں تا کہ میں آپ سے بدھ مذہب کی روحانی تعلیمات حاصل کر سکوں۔ اس کے علاوہ اس مدت میں آپ کے آئندہ سفر کے لیے گرم کپڑوں کا انتظام بھی کروں گا۔" ہیون سانگ نے بادشاہ کی دونوں باتیں مان لیں۔ بادشاہ نے بھکشو کے لیے گرم کپڑوں کا انتظام کرنا شروع کر دیا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ بھکشو کو ایسی جگہوں سے سفر کرنا ہوگا جہاں موسم تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس لیے اس نے مناسب کپڑوں کے ساتھ ساتھ بھکشو کو کنٹوپ، دستانے اور چمڑے کے جوتے بھی دیے۔

ایک ماہ میں یہ تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ بادشاہ نے بھکشو کو رخصت کرتے وقت تحفے میں سو اونس سونا، تیس ہزار چاندی کے سکے اور پانچ سو تھان ساٹن اور ریشمی کپڑے دیئے جو بھکشو کے بیس سال کے سفر کے لیے بھی کافی تھے۔ دوسری ریاست کی سرحد تک پہنچانے کے لیے بادشاہ نے ایک فوجی دستہ ہمراہ کیا جس میں

تیس گھوڑے، چوبیس نوکر اور ایک بڑا افسر شامل تھا۔ بھکشو کی پذیرائی خوب اچھی طرح ہو، اس مقصد کے لیے بادشاہ نے پڑوسی حکومتوں کو ریشمی کپڑے اور پھل وغیرہ بھجوائے جن کے لیے طرفان مشہور تھا۔ حتمی خیر خواہی کے پیش نظر بادشاہ نے بھکشو کو ریشم کے تھانوں پر چوبیس خط لکھ کر دیے جن میں ہیون سانگ کا تعارف کرایا گیا تھا۔ بھکشو کو چوبیس ملکوں سے ہو کر گزرنا تھا۔

ہیون سانگ کو اپنے لمبے سفر میں وسطی ایشیا اور پامیر کی اونچائیوں سے ہو کر گزرنا تھا۔ ان خطوں سے بھکشو کو اپنے سفر میں بہت مدد ملی۔ ہیون سانگ طرفان کے بادشاہ کا مرہونِ منت تھا کہ اس کی مدد سے اس کا سفر آسان ہو گیا تھا۔

•••

باب چہارم

لٹیرے

طرفان سے مغرب کی جانب وہ کُمش کے نقرئی پہاڑی سلسلے کی طرف بڑھتے رہے کیونکہ ہیون سانگ اس پہاڑ کے بارے میں جاننا چاہتا تھا کہ اس کا نام چاندی کا پہاڑ کیوں پڑا؟ ایک ساتھی نے بتایا: ''یہ چاندی کا پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ سے چاندی نکال کر مغربی ممالک میں رقم کی شکل میں بھیجی جاتی ہے۔ پہاڑوں کو پار کر کے سفر بہت خوش گوار رہا۔ ہیون سانگ نے صحرا میں بہت تکلیف دہ سفر کیا تھا اس لیے اپنے سفر کے ساتھیوں کے ساتھ اس کا بہت اچھا وقت گزرا۔

پہاڑ کے دوسری طرف ان کا واسطہ ڈاکوؤں کے ایک گروہ سے پڑا۔ ان ڈاکوؤں کی تعداد مسافروں سے کہیں زیادہ تھی۔ ہیون سانگ کے ایک ساتھی نے کہا: ''ڈاکو بہت خطرناک معلوم ہوتے ہیں، ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ بہتر ہوگا، جو یہ مانگیں وہ انہیں دے دیا جائے اور ہمارا سفر جاری رہے۔''

ہیون سانگ نے اپنے ساتھی کے اس دانش مندانہ مشورے کو مان لیا۔

ڈاکوؤں نے ان سے مال و متاع چھین کر آگے جانے کی اجازت دے دی۔

اس شام کو مسافروں نے اپنا خیمہ ایک چشمے کے کنارے لگایا اور دوسرے دن شام کو 'کھارا' شہر پہنچنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ ایک خوب صورت جگہ تھی اور چشمے کا پانی بہت تازہ اور شفاف تھا۔ سوداگروں کا ایک کارواں بھی ان کے ساتھ آ کر شامل ہو گیا اور ان کے خیمے بھی قریب ہی لگ گئے۔

آدھی رات کو جب ہیون سانگ اور اس کے ساتھی گہری نیند میں سو رہے تھے، سوداگر اُٹھ بیٹھے اور انہوں نے شہر جانے کی تیاری شروع کر دی کیوں کہ انہیں اپنا تجارتی سامان بیچنا تھا۔ ان کے جانے کے چند گھنٹوں کے بعد ہیون سانگ اور اس کے ساتھی بھی سفر کے لیے تیار ہوئے اور تاجروں کے نقشِ قدم پر چل پڑے۔ ہیون سانگ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی جو گھوڑے پر آگے آگے چل رہا تھا، اچانک رک گیا اور چلا کر کہنے لگا: ''زمین پر ریشم کے تھان پڑے ہوئے ہیں۔ سوداگر یقیناً اسی راستے سے گزر رہے ہوں گئے۔''

انہوں نے ریشم کے تھان اٹھا لیے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر آگے بڑھے۔ کچھ دور چلنے کے بعد انہوں نے دیکھا کہ سوداگروں کا کچھ تجارتی سامان سڑک پر پڑا ہوا ہے۔ فضا میں عجیب سا کھچاؤ تھا۔ ڈرتے جھجکتے وہ خاموشی سے آگے بڑھتے

رہے ایک موڑ مڑتے ہی انہیں جدوجہد کے آثار نظر آئے۔ رنگ برنگے کپڑوں کا انبار زمین پر پڑا ہوا تھا۔ ہیون سانگ کا ایک ساتھی جو سب سے آگے تھا، گھوڑے سے اتر کر کپڑوں کو اٹھانے کے لیے جھکا لیکن خوف کھا کر پیچھے ہٹ گیا اور سخت آواز میں چلا کر بولا: ''سوداگروں کی لاشیں پڑی ہیں! ڈاکوؤں نے سامان چھین کر انہیں قتل کر دیا ہے۔'' یہ جان کر مسافروں کو بہت دکھ ہوا۔ تیزی سے وہ 'کھارا شہر' کی جانب بڑھے لیکن وہاں وہ زیادہ دیر نہ کر کے اور 'کوچا' کی طرف چل پڑے جو وہاں سے تقریباً پچاس لی مغرب میں تھا۔ کوچا پہنچنے میں دو دن باقی تھے، ایک جوان جو گھوڑے پر سوار سب سے آگے چل رہا تھا، گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا ہوا پیچھے کی طرف واپس آیا اور اطلاع دی: ریت کے اونچے ٹیلوں کے پیچھے ڈاکوؤں کا ایک گروہ چھپا ہوا ہے۔ تقریباً دو ہزار ڈاکو گھوڑوں پر سوار ہیں۔''

یہ جان کر مسافر بہت خائف ہوئے۔ وہ جانتے تھے کہ اگر ڈاکوؤں نے انہیں دیکھ لیا تو انہیں مار ڈالیں گے۔

چند لمحے سوچنے کے بعد ہیون سانگ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''تم یہیں پر رُکو، میں آگے جا کر دیکھتا ہوں۔'' اس نے چھپ کر ریت کے اونچے ٹیلے کے پیچھے سے ڈاکوؤں کے خیموں کی طرف دیکھا۔ وہ ایک وسیع میدان میں جمع تھے۔

خوش نما کپڑے پہنے ہوئے، ہاتھوں میں نوکیلئے ہتھیار لیے، گھوڑوں پر بیٹھے وہ میدان میں چاروں طرف گھوم رہے تھے۔ ڈاکوؤں کی بات چیت کی آواز ہیون سانگ کو سنائی دے رہی تھی مگر وہ اُن کے الفاظ سمجھ نہ پا رہا تھا۔

وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آیا اور بولا: ''ہمیں ان ڈاکوؤں سے ہر قیمت پر بچنا ہوگا۔ آیئے ہم لوگ بائیں طرف ریت کے پہاڑ کے پیچھے چھپ جاتے ہیں۔ وہاں سے وہ ہم کو نہیں دیکھ پائیں گئے۔'' ہیون سانگ کے ساتھیوں نے بات مان لی اور وہ دَبے قدموں چل پڑے۔ انہیں ڈاکوؤں کی آوازیں سنائی دیں جو آپس میں لڑ جھگڑ رہے تھے۔

ہیون سانگ کے ایک ساتھی نے کہا: ''وہ لوٹ کے مال پر جھگڑا کر رہے ہیں۔''

ہیون سانگ نے مدھم آواز میں جواب دیا: ''ہمیں تیزی سے اس جگہ سے گزر جانا چاہیے۔ ریت اور دھول نے ان کے پیروں کی آوازوں کو دبا دیا اور وہ خیموں کے قریب گزر گئے کہ اچانک فضا میں ایک آواز پیدا ہوئی۔

بھاگو! پیچھے مت دیکھنا ہیون سانگ چلایا۔

ایک تیز نگاہ رکھنے والے ڈاکو نے انہیں دیکھ لیا تھا اور چند ڈاکو اُن کا پیچھا کرنے لگے تھے۔ لیکن مسافروں کی خوش قسمتی سے ایک ڈاکو نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ''چھوڑو بھی ان لوگوں کو ہمیں اور بھی بہت سے ضروری کام نبٹانے ہیں۔''

مسافر بہت مشکل سے ڈاکوؤں سے بچ سکے اور چند لی تک چلنے کے بعد گھوڑوں سے اتر کر اُنھوں نے آرام کیا۔

ہیون سانگ نے کہا: ''خوش قسمتی سے ہم بچ گئے ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ کا سفر بھی بہت اچھا ہوگا۔''

•••

باب پنجم

درہ بادیل کا سفر

انہیں سفر کے دوران میلوں تک ریگستانی علاقوں سے گزرنا پڑا۔ اور بہت سے دن چٹانی اور ریتیلے علاقے میں گزارنے پڑے۔ اتفاق ہی سے کوئی ہرا بھرا نخلستان نظر آتا تھا۔ جہاں وہ آرام کرتے اور پانی کے تھیلے بھرتے تھے۔

آخر کار یہ ریگستان بھی پیچھے چھوٹ گیا اور وہ 'سنگ لِنگ' کے پہاڑی سلسلے کے قریب پہنچ گئے۔ انہوں نے بہت سی اونچی برفیلی چٹانیں دیکھیں جو بادلوں کو چھو رہی تھیں۔ مسافروں کو ان چٹانوں سے ہو کر گزرنا تھا۔ انہوں نے ایسا لباس پہنا جو برف سے متاثر نہ ہو سکے۔ چند لی چلنے کے بعد وہ پہاڑی علاقہ میں داخل ہو گئے جہاں برف کا ڈھیر لگا ہوا تھا جو چٹانوں میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اس پر سردی یا گرمی کا اثر نہیں ہوتا تھا، اس لیے وہ گھلتی نہیں تھی۔ اس جگہ سے گزرنا بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ چاروں طرف برفیلی ہوائیں چل رہی تھیں۔ سردی کے اثر سے

پورا جسم متاثر تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھیں۔ برفیلی چٹانیں راستہ روک رہی تھیں۔

وہاں پر آرام کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ وہ تھکے ماندے اور بھوکے تھے۔ ہیون سانگ کو خطرہ ہوا کہ برف کے اثر سے کہیں یہ لوگ مر نہ جائیں اُن کی رفتار سست تھی۔ اس برفیلے علاقے سے نکلنے میں انہیں کئی دن لگے۔ انہوں نے کھانا بنانے کے برتن اور دیگر سامان نکال کر برف پر ہی کھانا بنایا اور چکنے برف پر چٹائیاں بچھا کر آرام کیا۔ درہ بادیل کو عبور کرنے میں سات دن لگ گئے ان میں سے چودہ آدمی بھوک اور برف کے اثر سے مر بھی گئے۔ مرنے والے گھوڑوں اور خچروں کی تعداد اور بھی زیادہ تھی۔

اس مشکل مرحلہ سے گزر کر وہ 'اسک کول' نامی جھیل کے قریب پہنچے جو تقریباً 1500 'لی' کے رقبہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ مسافروں کو تسلی ہوئی کیوں کہ ان کے سفر کا مشکل مرحلہ طے ہو گیا تھا۔ وہ کنارے کنارے آگے بڑھتے گئے۔ پہاڑوں کے مصائب اور مشکلات سے گزرنے کے بعد اب جھیل کی شوریدہ لہریں بھی دعوت دے رہی تھیں۔

جیسے ہی ہیون سانگ جھیل کے نیلے پانی سے پیالہ بھرنے کے لیے جھکا ایک آواز اُس کے کانوں میں آئی، ''جھیل کا پانی مت پینا۔'' ہیون سانگ نے اپنے

ایک ساتھی کو دیکھا جو اُس کی طرف دوڑا ہوا آ رہا تھا۔ ''جھیل کا پانی کڑوا اور نمکین ہے۔'' اس نے بتایا اور اپنا پانی کا تھیلا بھکشو کی طرف بڑھا دیا۔ اس کی گہرائی میں اژدہے اور مچھلیاں رہتی ہیں اور کبھی کبھی عجیب الخلقت قسم کے جانور اس کی سطح پر آ جاتے ہیں۔ آپ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ آپ بچ گئے۔''

ہیون سانگ نے متجسس لہجہ میں پوچھا: ''کیا مسافر مچھلیوں کو نہیں کھاتے؟''

''کبھی نہیں۔'' اس آدمی نے جواب دیا: ''جھیل میں ہزاروں مچھلیاں ہیں لیکن کوئی مسافر مچھلی کا شکار کھیل کر خطرہ مول نہیں لیتا۔ سفر کے لیے یہ کام مبارک تصور نہیں کیا جاتا۔''

کچھ دیر آرام کرنے کے بعد وہ پھر سفر کے لیے تیار ہو گئے۔ جھیل کے کنارے سے تقریباً 500 لی کے فاصلہ پر رنگا رنگ خیمے لگے ہوئے دکھائی دیے، جن کے بالکل بیچ ایک بڑا خیمہ ایستادہ تھا جو سونے سے مرقع تھا۔ اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔

وہ 'یہ ہو' ہے مغربی ترک قبیلے کا خان۔ وہ کبھی کبھی یہاں شکار پر آتا ہے۔ ایک آدمی نے ہیون سانگ کو تفصیل بتائی۔ ''ہم بغیر کسی خوف کے آگے بڑھ سکتے ہیں۔''

ہیون سانگ کو دیکھ کر خان بہت خوش ہوا۔ وہ ہرے رنگ کا ریشمی ڈھیلا چغا

پہنے ہوئے تھا۔ جو تقریباً دس فٹ لمبا تھا جو اُس کے سر سے بندھا ہوا نیچے لٹک رہا تھا۔ اس کے چاروں طرف تقریباً دو سو افسر موجود تھے۔ ان کے لباس بھی ریشمی اور کمخواب کے تھے۔ ان کے بال سنورے ہوئے تھے۔ اس کے ایک جانب ایک دستہ تھا جو فر اور اُون سے بنے کپڑوں میں ملبوس تھا، ہاتھوں میں تیز بھالے اور مختلف قسم کے ہتھیار لیے گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار تھے۔ اگرچہ خان ایک خانہ بدوش تاتاری قوم کا سربراہ تھا مگر اس قبیلہ میں نظم وضبط بخوبی موجود تھا۔ اس نے بھکشو سے کہا: ''تم کچھ دن یہیں پر قیام کرو۔ ہم لوگ تمہارے ساتھ وقت گزار کر بہت خوش ہوں گئے۔''

ہیون سانگ خان کے کہنے پر کچھ دن ٹھہرنے کے لیے راضی ہو گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے ساتھی بھی طویل سفر طے کرنے کے بعد آرام کرنا پسند کریں گے۔

خان مسافروں کو اپنے خیمے میں لے گیا اور ان کی خاطر کی۔ موسیقی کے ساتھ شراب کا اہتمام کیا گیا۔ جوں جوں شام ہوتی گئی ماحول پر لطف ہوتا گیا۔ کچھ دیر بعد کھانا لا گیا گیا۔ ہیون سانگ کے لیے مخصوص کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس میں چاول کا کیک اور آئس کریم کے علاوہ مختلف قسم کے لذیذ کھانے شامل تھے۔

کھانا کھانے کے بعد خان نے بھکشو سے بدھ مذہب کے بارے میں کچھ بولنے کی درخواست کی۔ بھکشو نے عالمانہ طریقہ سے بدھ مذہب کی تعلیمات

سیدھے اور آسان الفاظ میں بیان کیں۔ سب نے خاموشی سے سنا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد خان نے بھکشو کے سامنے سر جھکا کر کہا: ''جناب عالی! آپ ایک بڑے عالم ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ہندوستان مت جائیے کیوں کہ وہ ایک گرم ملک ہے۔ وہاں کا دسواں مہینہ اتنا ہی گرم ہوتا ہے جتنا ہمارا پانچواں مہینہ۔ آپ وہاں کی گرمی کو برداشت نہیں کرسکیں گے۔ وہاں کے لوگوں کا رنگ کالا ہوتا ہے اور وہ آدھے ننگے ہوتے ہیں۔ وہ لوگ تہذیب و تربیت سے بھی عاری ہوتے ہیں۔''

''لیکن میں پھر بھی ہندوستان جا کر بدھ مذہب کے بارے میں بہت کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔'' ہیون سانگ نے جواب دیا۔ ''مجھے بہت لمبا سفر طے کرنا ہے اس لیے میں اجازت چاہتا ہوں۔'' اس نے خان سے گزارش کی۔

دوسرے دن خان نے ایک نوجوان سپاہی مسافروں کے ساتھ کر دیا اور کہا: ''یہ سپاہی کئی سال تک چین میں رہ چکا ہے۔ یہ 'کپسیا' تک آپ کے ساتھ جائے گا اور ترجمان کے فرائض انجام دے گا۔ خان نے ہیون سانگ کو کچھ تحفے بھی دیے اور اپنے افسروں کے ساتھ کچھ دور تک اسے پہنچانے کے لیے بھی آیا۔

راستے میں وہ 'ہزار فوارے' نامی علاقے سے گزرے جہاں چشمے، جھرنے اور تالاب تھے۔ ''خان ہر سال گرمی سے بچنے کے لیے یہاں آتے ہیں۔'' اُس

علاقے سے گزرتے ہوئے سپاہی نے ہیون سانگ کو بتایا۔ ہزار فوّارے بہت خوب صورت جگہ تھی۔ ہیون سانگ اور ان کے ساتھی ان جھرنوں اور فواروں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہیں اس جگہ کو چھوڑتے ہوئے دُکھ محسوس ہو رہا تھا۔ اس کے بعد وہ ایک ایسے شہر میں پہنچے جہاں چینیوں کی آبادی تھی۔ جنہیں ترکوں نے زبردستی لاکر وہاں آباد کیا تھا۔ ان کا لباس اگرچہ ترکی تھا لیکن ان کی زبان اور رِیت رواج چین کے لوگوں کی طرح ہی تھے۔ وہ ایک ایسے ریتیلے میدان سے بھی گزرے جہاں نہ پانی تھا اور نہ سبزہ۔ راستہ بہت خراب تھا۔

سپاہی نے آگے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: ”ہمیں اس پہاڑ پر پہنچنا ہے۔“ مسافروں نے اس اونچے پہاڑ کے دھندلے نشانات تلاش کیے جو ریت پر سے اُبھرتے دکھائی دے رہے تھے۔

”راستے میں جو ہڈیوں کے ڈھانچے پڑے ہیں، ان ہی کے سہارے ہمیں آگے بڑھنا ہے۔ وہی ہمارا راستہ ہے۔“

مختلف قسم کی ہیبت ناک آوازیں سنتے ہوئے مسافر اپنی منزل کی تلاش میں آگے بڑھتے رہے۔

•••

باب ششم

بھکشو کا انعام

ریگستان سے ہوتے ہوئے وہ بلخ اور بامیان کی حکومتوں میں پہنچے۔ یہاں بدھ مذہب کے ماننے والے موجود تھے، کنشک نے یہاں بدھ مذہب کو پانچ ہزار سال پہلے روشناس کرایا تھا۔ مسافروں نے مہاتما بدھ کی بہت سی یادگاریں اور تبرکات بھی دیکھے۔ بدھ کے پانی پینے کا برتن، جھاڑو، ایک دانت جو پیلا اور ایک اِنچ لمبا تھا۔ یہ تبرکات ہر سال مہاتما بدھ کے جشن کے موقع پر یہاں لائے جاتے اور ہزروں پجاری اور عام لوگ ان کی زیارت کرتے تھے۔

مسافروں نے وہاں دیر تک قیام نہیں کیا۔ وہ تنگ راستوں سے گزرتے ہوئے پہاڑ کی طرف بڑھتے رہے۔ راستہ میں ایک گھاٹی تھی، اس پر ایک کمزور پُل بنا ہوا تھا انھوں نے بہت آہستہ روی سے پُل پار کیا اور کابل کی گھاٹی میں داخل ہوئے۔ وہاں پر بدھ مذہب کے ماننے والوں کی خاصی تعداد تھی۔ کابل کی

گھاٹی سے گزرتے وقت بھکشو نے بدھ مذہب کی بہت سی یادگاریں دیکھیں۔ بھکشو کہیں پر زیادہ دن نہیں ٹھہرا۔ وہ جلد سے جلد اپنی منزل تک پہنچنے کا خواہش مند تھا۔ راستہ پہاڑوں سے گھرا ہوا تھا، جہاں سے گزر کر مغربی راستے سے وہ کشمیر کی سرحد پر پہنچے۔ طویل سفر طے کرنے کے بعد آخر کار وہ ہندوستان پہنچ ہی گئے۔

ہیون سانگ نے اپنے سفرنامے میں ہندوستان کے لوگوں اور وہاں کے شہروں کے عمومی جائزے میں لکھا ہے: ''دوکانیں شارع عام پر بنی ہوئی ہیں۔ لوگوں کے مکان سڑک کے کنارے پر ہیں۔ قصائیوں، مچھیروں، صفائی والوں اور جلادوں کے مکان مخصوص طرز کے بنے ہوئے ہیں۔ انہیں شہر سے باہر رہنے پر مجبور کیا جاتا ہے انہیں آبادی سے چھپ کر گزرنا پڑتا ہے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے: ''گھروں کے فرش گائے کے گوبر سے لپے ہوئے ہیں۔ ان پر موسم کے پھول بکھرے ہوئے ہیں۔''

لباس کے بارے میں ہیون سانگ لکھتا ہے: ''بغیر سلے کپڑے پہنتے ہیں۔ کمر کے گرد ایک کپڑا بندھا ہوا ہوتا ہے جس کا ایک سرا ایک کندھے پر پڑا رہتا ہے اور دوسرا کندھا خالی رہتا ہے۔ عورتیں ڈھیلا لباس پہنتی ہیں۔ ان کے دونوں کندھے ڈھکے ہوتے ہیں۔ گلے میں مالا پہنتی ہیں۔ شمالی ہند میں موسم ٹھنڈا

ہونے کی وجہ سے وہاں لوگ کسے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں۔ جوتوں کا رواج بہت کم ہے بیشتر لوگ ننگے پیر چلتے ہیں۔ لوگ اپنے دانتوں پر پیلا یا لال رنگ چڑھاتے ہیں۔''

ہیون سانگ نے کشمیر میں بدھ مذہب کی بہت سی خانقاہیں دیکھیں۔ وہاں کے راجہ نے بھکشو سے گزارش کی کہ وہ بدھ مذہب کی روحانی تعلیمات بیان کرے۔ راجہ نے مذہبی تحریروں اور کتابوں کو نقل کرنے کے لیے بھکشو کو بیس آدمی دیے کیوں کہ وہ ان تحریروں کو پڑھنے کا بہت خواہش مند تھا۔

ہیون سانگ نے کشمیر کے بارے میں لکھا ہے: ''کشمیر سات ہزار لی (1400 میل) کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کے چاروں طرف بلند و بالا اور ڈھلواں پہاڑ ہیں۔ کھیتی کے اعتبار سے بہت اُپجاؤ ہے اور اچھی تعداد میں پھل، گھوڑوں کا چارہ، جڑی بوٹیاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں۔ یہاں کے لوگ گرم اور سوتی کپڑوں کا استعمال کرتے ہیں، دیکھنے میں پرکشش مگر مکار اور فریبی ہوتے ہیں اور وہ پڑھنے لکھنے کے بھی شوقین ہیں۔''

ہیون سانگ نے دو سال کشمیر میں قیام کیا۔ وہاں اس کا وقت بہت خوش گوار اور پرسکون گزرا۔ 633ء کے موسم بہار میں اس نے اپنے ساتھیوں سے رخصت لی اور مہاتما بدھ سے متعلق اہم علاقوں کو دیکھنے کے لیے روانہ ہوا۔ اس نے ان

ہی راستوں کو اپنایا جہاں مہاتما بدھ نے مذہب کا پرچار کیا تھا۔ ان جگہوں پر ٹھہرتا ہوا وہ آگے بڑھا۔

وہ جالندھر اور کلّو سے ہوتا ہوا متھرا پہنچا اور ہرش کی سلطنت میں داخل ہوا۔ ہرش شمالی ہند کا بہت بڑا بادشاہ تھا۔ ہیون سانگ نے دیکھا کہ اس کی سلطنت کی راجدھانی قنوج بہت بڑا شہر ہے۔ اس کے چاروں طرف اونچی اور مضبوط دیواریں ہیں۔ شہر میں خوب صورت باغات ہیں۔ تالابوں کا پانی بہت صاف وشفاف ہے۔ یہاں نایاب اشیا بھی بہت ہیں جو مختلف علاقوں سے اکٹھی کی گئی ہیں۔ ہرش کے بارے میں ہیون سانگ کا کہنا ہے: ''ہرش وقت کا پابند اور کامیاب حاکم ہے۔ وہ اپنے ملک کے انتظامی کاموں میں مصرف رہتا ہے اور کبھی تو سونا اور کھانا بھی ترک کر دیتا ہے۔ ہرش نے کسی بھی جانور کو مارنے اور گوشت کھانے پر پابندی لگا دی تھی اور خود بھی ان اصولوں پر پابندی سے عمل کرتا تھا۔''

ہیون سانگ گنگا ندی پر آیا اور اپنے اسّی ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر تقریباً 100 لی کا سفر کیا۔ ندی کے دونوں کناروں پر گھنے جنگل تھے۔ ہیون سانگ اور اس کے ساتھی جنگل میں گھومنے کے لیے کشتی سے اُترے ہی تھے کہ اچانک درختوں کے پیچھے سے دس بحری ڈاکوؤں نے مسافروں پر حملہ کر دیا۔ وہ تیزی سے کشتی کی طرف بڑھے۔ کچھ مسافر خوف کے مارے کشتی سے پانی میں گر

پڑے۔ دیکھتے ہی دیکھتے بحری ڈاکوؤں نے کشتی کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور کھینچ کر ندی کے کنارے لے آئے۔

انہوں نے مسافروں سے کپڑے اتارنے کو کہا اور ان سے تمام قیمتی سامان چھین لیا۔ مسافر بہت پریشان تھے۔ وہ جانتے تھے کہ انہوں نے ذرا بھی احتجاج کیا تو وہ قتل کر دیے جائیں گے۔ ڈاکوؤں نے قیمتی چیزیں چھیننے کے بعد مشعلیں جلائیں اور روشنی میں خوفزدہ مسافروں کو غور سے دیکھا۔

''یہ لوگ درگا کے پجاری ہیں۔'' کسی نے بہت دھیرے سے کہا: ''رواج کے مطابق یہ لوگ دیوی کو خوش کرنے کے لیے ہر سال ایک خوب صورت نوجوان کی قربانی دیتے ہیں تاکہ سارے سال قسمت ان پر مہربان رہے۔ لیکن اس سال انہیں کوئی مناسب نوجوان نہیں ملا ہے۔'' یہ الفاظ فضا میں گونج رہے تھے کہ اچانک ایک بحری ڈاکو کی نگاہ ہیون سانگ پر پڑی ہیون سانگ ایک خوب صورت نوجوان تھا۔

ڈاکوؤں نے کہا: ''یہ نوجوان ٹھیک ہے۔ اس کی قربانی ہمارے لیے خوش قسمتی کا پیغام لائے گی۔''

ڈاکوؤں کا یہ ارادہ دیکھ کر جنگل کی پوری فضا میں اُداسی چھا گئی اور مسافروں کی سانس بند ہوگئی۔ ''تم لوگ مجھے مارنا چاہتے ہو۔'' ہیون سانگ نے ڈاکوؤں

کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''میں بہت دور سے بودھی پیڑ کے نیچے مہاتما بدھ کی عبادت کے لیے آیا ہوں۔ میں ان جگہوں کو بھی دیکھنا چاہتا ہوں جہاں بدھ نے دھرم کی تبلیغ کی تھی۔ ابھی میرا یہ مقصد پورا نہیں ہوسکا۔ اگر تم نے مجھے مار ڈالا تو میری موت تمہارے لیے ایک بدقسمتی بن جائے گی۔'' ہیون سانگ کے ساتھیوں نے ایک آواز ہوکر ڈاکوؤں سے التجا کی ''بھکشو کو مت مارو۔ اس کے بجائے ہماری جان لے لو۔'' ڈاکوؤں نے ہیون سانگ کی بات پر توجہ نہیں دی اور اس کے ساتھیوں کی گزارش کو بھی نہیں مانا۔ انہوں نے درختوں کے درمیان مٹی سے لیپ پوت کر ایک قربان گاہ تیار کی۔

گروہ کے سردار نے دو ڈاکوؤں کو حکم دیا کہ ہیون سانگ کو قربان گاہ پر لٹکا دو اور تیز چاقوؤں سے ہیون سانگ کا قتل کر دو۔ لیکن ہیون سانگ بالکل خائف نہیں ہوا۔ اس نے ڈاکوؤں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''میرے چاروں طرف سے لوگوں کو ہٹا دو۔ مجھے کچھ وقت عبادت کے لیے چاہیئے۔'' ڈاکوؤں نے ہیون سانگ کو عبادت کے لیے وقت دے دیا۔ بھکشو پوجا میں غرق ہو گیا۔ تمام لوگ خاموشی سے کھڑے ہوئے ہوئے بھکشو کی طرف دیکھ رہے تھے وہ عبادت میں اتنا مشغول تھا کہ وہ یہ بھی بھول گیا کہ چند لمحوں بعد اس کو مرنا ہے۔ اسی اثنا میں اچانک تیز طوفانی ہوائیں چلیں پیڑ اُکھڑ گئے اور دریا کی لہروں میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔

مسافر اور ڈاکو ڈر سے چلّانے لگے۔ ہیون سانگ قربان گاہ پر کھڑا عبادت میں مشغول تھا۔ اس کو احساس ہی نہیں تھا کہ اس کے چاروں طرف طوفانی ہوائیں چل رہی ہیں۔

خوفزدہ ڈاکوؤں نے پوچھا: ''یہ آدمی کون ہے اور کہاں سے آیا ہے؟''

اُن میں سے ایک آدمی نے جواب دیا؟ یہ چین کا ایک مشہور باشندہ ہے اور بدھ دھرم کے علم و دانش اور تعلیمات کے لیے ہندوستان آیا ہے۔ یہ طوفانی ہوائیں خدا کی طرف سے غصہ کا اظہار ہیں۔ تم اس کو مار کر بہت پچھتاؤ گے۔''

ڈاکوؤں کی ہمت پست ہوگئی۔ انہوں نے جلدی سے بھکشو کو قربان گاہ سے ہٹالیا اور اپنی غلطی کی معافی چاہی۔ بھکشو نے انہیں معاف کر دیا۔ ڈاکوؤں نے اپنے ہتھیار ندی میں پھینک دیے۔ اور لُوٹا ہوا سامان بھی واپس کر دیا۔ جب ہوا کم ہوئی اور ندی کی لہریں اُتر گئیں تو ڈاکوؤں نے بھکشو سے اپنی اصلاح کے بارے میں درخواست کی اور پانچ وچنوں کا جاپ کر کے بدھ دھرم کے پیرو بن گئے۔

بحری ڈاکوؤں سے رخصت ہوکر ہیون سانگ آگے روانہ ہوا اور سراوستی پہنچا جو بہت سی مملکتوں کی اوّلین جگہ تھی اور بدھ دھرم کی مقدس سرزمین کا دل بن گئی تھی۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں بدھ کی زندگی کے بہت سے واقعات رونما ہوئے تھے۔ اس سلطنت کا ایک اہم شہر تباہ ہو چکا تھا۔ اس شہر کے بارے میں ہیون سانگ

نے لکھا ہے: ''یہاں کے لوگ ایماندار ہیں اور اچھے کام کرنے کے عادی ہیں۔''

ہیون سانگ نے جن جگہوں کو دیکھا، ان میں ایک پرانا ہال تھا۔ اس ہال میں ایک مضبوط ستون بنا ہوا تھا۔ یہاں سے بدھ نے اپنے دھرم کی تبلیغ کی تھی۔ اس نے وہ جگہ بھی دیکھی جہاں بدھ کو مکمل گیان ملا تھا اور جہاں اب ایک مینار یادگار کے طور پر بنا دیا گیا تھا۔ گیان ملنے کے بعد ہی بدھ اپنے باپ سے ملنے گئے تھے۔ ان سب جگہوں کو دیکھنے کے بعد ہیون سانگ، بدھ کی جائے پیدائش کپل وستو کی طرف روانہ ہوئے۔

یہ ملک ایک مکمل سلطنت نہیں تھی۔ یہاں ہر شہر کا اپنا ایک حاکم ہوتا تھا۔ راجدھانی تباہ ہو کر ریگستان میں تبدیل ہوگئی تھی اور چند پرانی اینٹیں باقی رہ گئی تھیں۔ ہیون سانگ نے اس شہر کے بارے میں لکھا ہے: ''یہاں کی مٹی اُپجاؤ، موسم معتدل ہے۔ لوگ کھیتی کرتے ہیں اور خوش اخلاق ہیں۔ یہاں پر ہزاروں بدھ خانقاہوں کے علاوہ ہیون سانگ نے بہت سے دیومندر بھی دیکھے۔

کپل وستو کو دیکھ کر ہیون سانگ ان جگہوں پر گیا جہاں جہاں بدھ گئے تھے۔ اُسے ایسے جنگلوں سے گزرنا پڑا جہاں جنگلی جانوروں اور ہاتھیوں کے جھنڈ گھومتے تھے اور ڈاکو مسافروں کو لوٹنے کے لیے انتظار میں بیٹھے رہتے تھے۔ جب وہ کوشی نگر کی سرحدوں میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ اس کی راجدھانی اور

گاؤں برباد ہو کر ریگستان کی شکل میں تبدیل ہو گئے تھے۔ شمال مغرب کی جانب سال کے درختوں کا جھنڈ تھا جس کی چھال کچھ نیلی کچھ سبز تھی۔ یہاں ہیون سانگ نے یکساں لمبائی والے چار درخت بھی دیکھے۔ یہ درخت اس جگہ کی نشاندہی کے لیے لگائے گئے تھے جہاں مہاتما بدھ کی موت واقع ہوئی تھی۔ ان کے قریب ہی پُرانی اینٹوں کی بنی ہوئی ایک خانقاہ تھی جس میں بدھ کی مورتی رکھی ہوئی تھی۔ خانقاہ کے قریب اشوک کا بنوایا ہوا ایک 'استوپا' تھا۔ اس کے علاوہ پتھر کا بنا ہوا ایک ستون اور تھا جس پر مہاتما بدھ کے نروان پانے کی تفصیل لکھی تھی۔ لیکن اس میں کوئی سنہ نہیں دیا گیا تھا۔

یہاں سے بھکشو بنارس کی طرف بڑھا جو گنگا ندی کے کنارے پر آباد تھا۔ ہیون سانگ اس شہر کے بارے میں لکھتا ہے: ''بنارس گھنی آبادی والا شہر ہے۔ لوگوں کے پاس بے انتہا دولت اور قیمتی چیزیں ہیں۔ لوگ نیک اور رحم دل ہیں اور پڑھنے لکھنے میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں۔ یہاں پر بہت سی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ درختوں پر کثرت کے ساتھ پھل لگے ہوئے ہیں۔ وہاں سو کے قریب دیومندر تھے۔ لیکن شیو کے ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ کچھ لوگ سر منڈا لیتے ہیں اور کچھ سر پر چوٹی رکھتے ہیں۔ کچھ لوگ ننگے رہتے ہیں اور راکھ کو اپنے جسم پر مل لیتے ہیں۔ مذہبی ریت رواج کی سختی سے پابندی کرتے ہیں اور اس عارضی دنیا کو بدکاریوں

سے چھٹکارا دلانے میں کوشاں ہیں۔"

ہیون سانگ بنارس سے چل کر سارناتھ پہنچا جہاں بدھ نے دھرم کی تبلیغ کی تھی۔ اور ہرنوں کے پارک میں پہلا خطبہ دیا۔ بھکشو اس جگہ کے بارے میں لکھتا ہے کہ "اُس نے ایک ایسی خانقاہ بھی دیکھی جس کی بالکنی اور ہال ایک قطار میں ہیں اور وہ نہایت فن کارانہ طریقہ سے بنے ہوئے ہیں۔ یہاں بدھ دھرم کے تقریباً پندرہ سو مبلّغ رہتے ہیں۔ اس کے وسیع آنگن میں ایک مندر ہے جس کی اونچائی ایک سو فٹ ہے۔ یہ صحن آم کے درختوں سے سجا ہوا ہے۔ اس عمارت کی بنیادیں اور سیڑھیاں پتھر کی بنی ہوئی ہیں۔ لیکن مینار اور طاق اینٹوں سے بنے ہیں۔ چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں سلسلہ وار طاق بنائے گئے ہیں اور ہر طاق میں سونے کی بنی ہوئی بدھ کی مورتی رکھی ہوئی ہے اور مورتیوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے گویا بدھ خود ہی تبلیغ کر رہے ہیں۔

ہیون سانگ مگدھ پہنچا جو گھنی آبادی والا شہر تھا۔ یہاں کی زمین نشیبی اور ہوا مرطوب تھی۔ گرمیوں کے آغاز سے خزاں کے وسط تک میدان میں پانی بھر جاتا تھا۔ اس لیے کشتیوں کا استعمال کرنا پڑتا تھا۔ موسم گرم رہتا تھا۔ لوگ بدھ مذہب کی جانکاری کے لیے پڑھتے لکھتے رہتے تھے۔ بدھ مذہب کے ماننے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔ ہیون سانگ نے بدھ مذہب کی پچاس خانقاہیں اور دس دیو مندر

دیکھے۔ لیکن مگدھ میں مختلف مذہبوں کے ماننے والے بھی تھے۔

مگدھ میں ایک جگہ بودھ گیا ہے۔ جہاں پیپل کے پیڑ کے نیچے بدھ کو روحانی روشنی ملی تھی۔ اس پیڑ کے چاروں طرف مضبوط اینٹوں کی بنی ہوئی اونچی دیواریں ہیں۔ بدھ کے زمانے میں اس پیڑ کی لمبائی سو فٹ سے کم نہیں تھی۔ لیکن ایک ظالم راجا نے اس کو کٹوا دیا اور اس کی لمبائی پچاس فٹ رہ گئی۔

اس پیڑ پر ہر موسم میں پتیاں لگی رہتی ہیں۔ بدھ کے نروان کے دن یہ پتیاں گر جاتی ہیں۔ وہ دن گزر جانے کے بعد پتیاں دوبارہ آ جاتی ہیں، ہر سال ایک خاص دن راجا، وزیر اور دیگر افسران اس پیڑ کے نیچے جمع ہوتے ہیں۔ اس کی جڑ میں دودھ ڈالتے، چراغ جلاتے اور پھول چڑھاتے ہیں اور اس پیڑ کی پتیاں جمع کر کے گھر لے جاتے ہیں۔

ہیون سانگ نے عقیدت سے اس بودھی پیڑ کی طرف دیکھا اور ایک لمحہ کے لیے اس پر روحانی کیفیت طاری ہوگئی۔ وہ خود پر قابو نہ پاسکا اور اس کا سر احترام میں اس مقدس مقام کی طرف جھک گیا۔

●●●

باب ہفتم

نالندہ

ہیون سانگ نے آٹھ یا نو دن بودھ گیا میں قیام کیا۔ گیا کی آبادی بہت کم تھی یہاں تقریباً ایک ہزار برہمن خاندان آباد تھے۔ جن کے آبا واجداد رِشی تھے۔ یہ لوگ راجا کے محکوم نہیں تھے لیکن ان کو راج دربار میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جب ہیون سانگ گیا میں تھا تو نالندہ کی مشہور خانقاہوں کے بھکشوؤں نے اُس کے بارے میں سنا، وہاں سے چار بھکشو آئے اور ہیون سانگ کو نالندہ لے گئے۔ ہیون سانگ نالندہ پہنچ کر بہت خوش ہوا کیوں کہ وہ نالندہ کے ایک مشہور عالم شیل بھدرا سے یوگ شاستر کے فلسفے کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا۔

نالندہ کی خانقاہ کے چاروں طرف اینٹوں کی دیوار تھی۔ اس میں آٹھ ہال تھے۔ اس کا ایک دروازہ کالج کی طرف کھلتا تھا۔ ہیون سانگ نے لکھا ہے کہ ''عمارت میں مینار تھے جن کے بُرج بہت خوش نما معلوم ہوتے تھے۔ رسد گاہیں صبح کے دھندلکے میں گھری تھیں اور بالائی کمرے بادلوں سے ڈھکے تھے۔''

ہیون سانگ عالی شان خانقاہوں کی خوب صورتی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے بہت خوب صورت انداز میں لکھا ہے: ''کھڑکیوں سے ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں اور آسمان میں بادل مختلف شکلیں بدلتے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ تالاب میں پانی گہرا اور شفاف ہے۔ اس کی سطح پر نیلے کنول کے پھول تیرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ جو لال کنک کے پھولوں میں مل جاتے ہیں۔ کچھ فاصلے پر آم کے سایہ دار درخت لگے ہوئے ہیں۔ آنگن کے باہری حصے میں چار منزلہ عمارت ہے۔ اس عمارت میں بھکشوؤں کے لیے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اس عمارت میں لال رنگ کے خوب صورت چھوٹے چھوٹے ستون ہیں جو جواہرات سے سجے ہوئے ہیں فرش پر چمکیلے پتھر لگے ہوئے ہیں جن کی روشنی کے عکس سے ہزاروں رنگ بکھرتے معلوم ہوتے ہیں۔ راجا بھکشوؤں کی عزت کرتا ہے۔ اس نے تقریباً ایک سو گاؤں کے لگان کی آمدنی ان خانقاہوں کے نام کر رکھی ہے۔''

نالندہ میں ہیون سانگ کو بیس معمر بھکشوؤں کے پاس بھیجا گیا جو ہیون سانگ کو شل بھدرا کے پاس لے جانے والے تھے۔ جب ہیون سانگ کو شل بھدرا کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے آگے بڑھ کر بڑی عقیدت کے ساتھ سر جھکا کر اس عالم کے قدموں کو چوما اور بہت عاجزانہ لہجہ میں کہا: ''آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے میں چین سے آیا ہوں۔ امید ہے کہ مجھے اپنا شاگرد بنالیں گے۔'' ہیون سانگ کے یہ الفاظ سن کر شل بھدرا کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ اس نے

کہا: ''ہمارے اور تمہارے درمیان استاد اور شاگرد کے رشتہ کی پیش گوئی پہلے ہی ہو چکی ہے۔ بہت سال پہلے کی بات ہے۔ میں بہت بیمار تھا اور اس سخت بیماری کی تکلیفوں کو برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ بددل ہو کر میں نے بھوک سے مر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اُسی رات میں نے ایک خواب میں تین دیوتاؤں کو دیکھا۔ ان میں سے ایک کا رنگ سنہرا، دوسرے کا چمکدار بلوری اور تیسرے کا رنگ چاندی کی طرح چمک رہا تھا۔ انہوں نے مجھ میں زندہ رہنے کی ہمت پیدا کی اور کہا کہ چین سے ایک بھکشو آ رہا ہے وہ تم سے بدھ مذہب کی روحانی تعلیمات حاصل کرے گا۔ تم اس کی مدد کرنا۔''

دونوں بھکشوؤں نے وقت ضائع نہیں کیا اور علم وعمل اور تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ ہیون سانگ نے نالندہ میں کئی سال قیام کیا۔ اس دوران اس نے ہندوستان کے کئی حصوں کا سفر بھی کیا۔ پہلے وہ چمپا کی سلطنت میں گیا۔ اس سلطنت کے بارے میں اس نے لکھا ہے: ''یہاں پر بہت سی ایسی خانقاہیں دیکھنے کو ملیں جو تباہ ہو گئی تھیں۔'' سمتا تا کا موسم معتدل تھا کیوں کہ یہ علاقہ تامر الپٹی کے قریب تھا جو ایک بحری خلیج کے قریب واقع تھا۔ اس کے بعد وہ اڑیسہ کے مشرقی ساحل کی طرف سے گزرا۔ ''یہاں کے لوگ تشدد پسند، لمبے قد اور کالے رنگ کے تھے۔'' کالنگا کے بارے میں اس نے لکھا ہے: ''یہاں کے لوگ بدمزاج اور سرکش ہیں لیکن وہ دل کے نیک اور عقیدے کے مضبوط ہوتے ہیں اور باتیں کھل کر کرتے ہیں۔''

ہیون سانگ جنوبی آندھرا سے ہوتا ہوا دراوڑ علاقے میں پہنچا۔ اس جگہ کے لوگوں کے بارے میں اس نے لکھا ہے: ''یہاں کے لوگ ہمت والے اور قابل بھروسہ ہیں۔ وہ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔'' وہاں اس نے سو سے زیادہ بودھ خانقاہیں اور اسّی کے قریب دیومندر دیکھے۔ اس علاقے میں بھی مہاتما بدھ اکثر آیا کرتے تھے۔ مہاراجا اشوک نے یہاں جگہ جگہ کئی یادگاریں تعمیر کرا دی تھیں۔

ہیون سانگ پھر شمال مغرب کی جانب بڑھا۔ وہ گھنے اور درندوں بھرے جنگلوں سے گزر کر مہاراشٹر کی سرحدوں میں داخل ہوا۔ اس نے یہاں کے لوگوں کو خوددار، جنگجو، ممنونِ فطرت اور انتقام پسند پایا۔ اس نے لکھا ہے: ''جب ایک جنرل لڑائی ہار جاتا ہے اور اس کی فوج تباہ ہو جاتی ہے تو اسے نہ کوئی سزا دی جاتی ہے نہ کوئی تکلیف پہنچائی جاتی ہے۔ بس اسے اپنا فوجی لباس اُتار کے عورت کا لباس زیب تن کرنا پڑتا ہے جو اس کے لیے شرم اور دکھ کا باعث ہوتا ہے۔ اس بےعزتی سے بچنے کے لیے عموماً یہ فوجی خودکشی کر لیتے ہیں۔'' یہاں اس نے چند آثار قدیمہ اور اشوک کی بنوائی ہوئی خانقاہیں دیکھیں۔

مہاراشٹر سے چل کر وہ بڑوچ اور مالوا پہنچا۔ وہاں کے لوگ صاف ستھرے اور خوش اخلاق تھے اس کے بعد وہ شمال میں سندھ کی طرف بڑھا اور ایران کی سرحد سے ہوتا ہوا دریائے سندھ کو عبور کر کے نالندہ واپس پہنچا۔

بھکشو بہت ذہین آدمی تھا۔ اس نے نالندہ میں قیام کا پورا فائدہ اٹھایا۔ اس

نے وہاں کے عالموں سے بہت سی زبانیں سیکھیں اور اپنی معلومات میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ اس نے نہ صرف بدھ مذہب کی کتابوں کا باریک بینی سے مطالعہ کیا بلکہ برہمنوں کی مقدس کتابوں کو بھی پڑھا۔ ہیون سانگ نے بدھ مذہب کی تعلیمات کو آگے بڑھانے میں نالندہ کے اہم رول کا ذکر فخر سے کیا ہے: ''یہاں کے بھکشو لائق اور پڑھے لکھے ہیں۔ خانقاہوں کے قوانین بہت سخت ہیں لیکن سب ہی بھکشوؤں کو اس پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ صبح سے رات تک وہ علمی بحث مباحثہ میں مصروف رہتے ہیں۔ جوان ہوں یا بوڑھے سب ایک دوسرے کی پوری مدد کرتے ہیں۔ اگر کوئی باہر کا آدمی بحث میں حصہ لینے کی خواہش ظاہر کرتا ہے تو چوکیدار اُس سے کچھ سوال کرتا۔ اگر وہ ان سوالوں کے جواب نہیں دے پاتا تھا تو اس کو بحث میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ کیوں کہ بحث میں حصہ لینے کے لیے نئی اور پرانی کتابوں کا مطالعہ ضروری تھا۔''

نالندہ میں قیام کے دوران ہیون سانگ نے اپنی عالمانہ تقریروں سے اپنے ساتھیوں کو بہت متاثر کیا۔ اس نے خانقاہوں میں منعقدہ علمی مذاکروں میں بڑی دلچسپی سے حصہ لیا۔ اس طرح بھکشو کی شہرت دور دراز ملکوں تک پھیل گئی۔ بھکشو کئی سال تک ہرش کی راجدھانی میں رہا لیکن اسے راجا سے ملاقات کا موقع نہیں مل سکا۔

نالندہ میں اپنی بدھ مذہب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ہیون سانگ نے واپسی کا ارادہ کیا۔ ابھی وہ اپنا سامان یکجا کرہی رہا تھا کہ اسے آسام کے راجا کمار

کا دعوت نامہ ملا۔ بھکشو نے کمار کی دعوت کو قبول نہیں کیا اور ادب سے جواب بھیجا کہ وہ اب اپنے ملک کو روانہ ہو رہا ہے۔ کمار نے اُسے دوسرا دعوت نامہ بھیجا۔ اس میں لکھا تھا کہ بھکشو اپنے وطن آسام سے ہو کر بھی جا سکتا ہے۔ اس بار بھی بھکشو نے دعوت نامہ واپس کر دیا تو کمار نے اسے دھمکی دی اور لکھا: ''میں اپنی فوج اور ہاتھیوں سے نالندہ کو برباد کر دوں گا۔'' اس نے لکھا کہ بہتر یہی ہوگا کہ بھکشو اس کی خواہش پوری کرے۔''

لگتا ہے کہ مجھے کمار کے دربار میں جانا ہی ہوگا،'' ہیون سانگ نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ میں اپنی کتابوں کا ذخیرہ یہیں نالندہ میں چھوڑ جاؤں گا اور چین جانے سے قبل ان کتابوں کو ساتھ لے جانے کے لیے ایک بار پھر یہاں آؤں گا۔''

اس نے کمار کی راجدھانی گوہاٹی کی طرف سفر کیا جو برہم پتر ندی کے کنارے آباد تھا۔ ہیون سانگ کے پہنچنے پر راجا نے کسی طرح کی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اس نے بھکشو کے آنے پر اس کو مبارک باد دی، بڑے احترام سے اسے مہمان بنایا اور اس کے لیے تمام سہولتیں مہیا کیں۔ ہیون سانگ نے دیکھا کہ ملک آسام نشیب میں واقع ہے اور آب و ہوا مرطوب ہے۔ جگہ جگہ جھرنے اور تالاب ہیں۔ لوگ کوتاہ قد اور ایماندار ہیں۔ ان کی زبان وسطی ہندوستان کے لوگوں سے قدرے مختلف ہے۔ لوگ صابر و شاکر فطرت کے ہیں مگر بدھ مذہب کو نہیں مانتے اور دیوتاؤں کے پجاری ہیں۔ وہاں بدھ مذہب کی خانقاہیں بھی نہیں تھیں۔ اور

بدھ مت کے پیروکار چھپ کر اپنی عبادت کرتے ہیں۔ کمار علم نواز تھا اور اس کی رعایا کو بھی علم و ادب کا بہت شوق تھا۔ اسی لیے دور دراز سے دانشور وہاں آتے تھے۔ کمار بدھ مت کا پیرو نہیں تھا لیکن وہ سبھی علوم و مذاہب کی عزت کرتا تھا۔ ہیون سانگ اس کے دربار کا ایک معزز مہمان تھا۔

اسی دوران ہرش فوجی مہم سے واپس آیا تو اسے معلوم ہوا کہ ہیون سانگ کمار کا مہمان ہے۔ اس نے کمار کو پیغام بھیجا کہ بھکشو کو اس کے دربار میں فوراً بھیج دیا جائے۔ کمار نے بڑی بے توجہی سے جواب دیا: ''وہ میرا سر لے سکتا ہے لیکن بھکشو کو نہیں۔''

لیکن فوراً ہی کمار کو اپنی بے وقوفی کا احساس ہو گیا کیوں کہ ہرش اس سے بڑا اور بہت طاقت ور راجا تھا۔ کشمیر اور سندھ کے طاقت ور حاکم بھی ہرش سے ڈرتے تھے۔ اس لیے ایک بھکشو کے لیے جنگ کا خطرہ مول لینا مناسب نہیں تھا۔

کمار نے فی الفور ایک فوجی دستہ کے ساتھ ہیون سانگ کو ہرش کی راجدھانی کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے ساتھ تیس ہزار کشتیاں جو گنگا ندی میں چل رہی تھیں اور کنارے کنارے بیس ہزار ہاتھی چل رہے تھے۔

قنوج پہنچ کر کمار نے ندی کے کنارے ایک خیمہ گاڑا اور ہیون سانگ کو وہیں پر چھوڑ کر ہرش سے معافی مانگنے کے لیے اس کے پاس پہنچا۔ ہرش اس کے عاجزانہ رویے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے کمار کی غلطی کو معاف کر دیا۔ اس نے کہا: ''میں چین سے آئے ہوئے بھکشو سے ملنا چاہتا ہوں۔''

کمار نے ہرش کو بتایا: ''لوگ بھکشو کے علم اور اس کی خوبیوں کا بہت احترام کرتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ بھکشو کو بلانے کے بجائے آپ خود جا کر اس سے ملاقات کریں۔ ہرش راضی ہو گیا۔ اس نے کمار سے واپس جانے کو کہا۔

ہرش نے صبح کا انتظار کیے بغیر رات ہی کو سفر کی تیاری شروع کر دی۔ اس کے ساتھ ہزاروں لوگ تھے۔ ان کے ہاتھوں میں جلتی ہوئی مشعلیں تھیں۔ اس نے ایک خاص رسم کے ساتھ ڈھول بجاتے ہوئے ندی پار کی۔ اس طرح کی رسم ادا کرنے کا حق صرف راجا ہی کو حاصل تھا۔ اس عظیم راجا نے ہیون سانگ کے آگے سر جھکایا اور پھول برسائے اور اُس کی تعریف میں گیت گائے راجا شاہی اعزاز کے ساتھ بھکشو کو اپنے دربار میں لے آیا۔ اس موقع پر کمار بھی دعوت میں شریک تھا۔

ہیون سانگ نے قنوج کے لوگوں کے بارے میں لکھا ہے کہ قنوج کے زیادہ تر لوگ خوش حال تھے اور بعض لوگوں کے پاس بے انتہا دولت تھی۔ ان کے چہرے خوش نما تھے۔ وہ ریشمی لباس پہنتے تھے۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہاں اینٹوں کی بنی ہوئی بہت سی بدھ مذہب کی خانقاہیں بھی تھیں۔ تقریباً دس ہزار بدھ مت کے ماننے والے طالب علم وہاں رہتے تھے۔ دوسرے دیوتاؤں کے بھی بہت سے مندر تھے اور بدھ مت نہ ماننے والوں کی تعداد زیادہ تھی۔

ہیون سانگ کی موجودگی میں ہرش نے پورے ہندوستان کے بھکشوؤں اور برہمنوں کو جمع کیا۔ نالندہ سے تقریباً ایک ہزار بھکشو قنوج پہنچے۔ وہ ہیون سانگ کی

کتابیں بھی اپنے ساتھ لائے تھے۔ ہرش نے وسیع عمارتیں بھی بنوائی تھیں جہاں دور دراز سے آئے ہوئے بھکشوؤں کے رہنے سہنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ سب لوگوں کے جمع ہونے پر ہرش نے ہیون سانگ سے اس محفل کی صدارت کے لیے کہا۔

ہیون سانگ نے جب تقریر کی تو وہاں کے لوگ ہیون سانگ کی علم و دانش بھری معلومات سے بہت حیران ہوئے۔ چند لوگ جو دوسرے فلسفوں کے ماننے والے تھے وہ حسد اور غصّے میں بھر گئے اور انہوں نے ہیون سانگ کو قتل کرنے کا ارادہ کرلیا ہرش کو جب اس منصوبے کا علم ہوا تو اس نے سختی سے اعلان کر دیا: ''اگر کسی نے بھکشو کی طرف نگاہ اٹھائی یا تکلیف پہنچانے کی کوشش کی تو اس کی گردن اُڑا دی جائے گی۔ اگر کسی نے کوئی لفظ اس کے خلاف کہا تو اس کی زبان کاٹ دی جائے گی۔''

اٹھارہ دن کے قیام کے دوران ہیون سانگ کا عوام اور راجا سے گہرا تعلق اور ذہنی وابستگی ہوگئی۔

جب سبھا ختم ہوئی تو ہیون سانگ نے دونوں راجاؤں اور نالندہ کے بھکشوؤں سے اجازت چاہی اور ان کا شکریہ ادا کیا اور چین واپس جانے کی تیاری شروع کر دی۔

●●●

باب ہشتم

خیرات کی تقسیم

ہرش نے ہیون سانگ سے مزید کچھ دن رُکنے کے لیے کہا۔ اس نے بتایا: ''میں نے ایک عظیم اجتماع کا اہتمام کیا ہے۔ ایسا اجتماع پانچ سال میں ایک بار ہوتا ہے۔ اس میں ہندوستان کے مبلغوں، عالموں اور برہمنوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سترہ دن تک غریبوں، محتاجوں اور یتیموں کو خیرات تقسیم کی جاتی ہے۔ اس رسم کو 'موکش' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اب تک ایسے پانچ اجتماع ہو چکے ہیں۔ یہ چھٹا اجتماع ہوگا۔ آپ اپنے سفر کا وقت آگے بڑھا لیں اور اس اجتماع میں ضرور شریک ہوں۔''

ہیون سانگ راضی ہو گیا۔ راجا کو بہت خوشی ہوئی۔ راجا بھکشو کو پریاگ کی حکومت میں لے گیا جہاں یہ اجتماع ہوتا تھا۔ پریاگ کے شمال میں گنگا بہتی تھی اور جنوب میں جمنا۔ یہ دونوں ندیاں شمالی مغرب سے مشرق کی جانب بہتی تھیں اور پریاگ پر مل جاتی تھیں۔

مغرب کی جانب جہاں یہ ندیاں ملتی تھیں ایک بڑا میدان تھا جو تقریباً چودہ پندرہ 'لی' پر پھیلا ہوا تھا۔ پچھلے زمانے کے راجا اس جگہ پر خیرات تقسیم کرتے تھے۔ اس لیے اس جگہ کو 'دان پُن' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس جگہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں پر خیرات کیا ہوا ایک پیسہ دوسری جگہوں کے دیے ہوئے سو پیسوں کے برابر ہے۔

ہرش نے اس جگہ پر خیرات تقسیم کرنے کے لیے ایک مربع نما احاطہ بنوایا تھا اور چاندی سونا اور قیمتی چیزوں کو رکھنے کے لیے مضبوط عمارتیں بھی بنوائیں تھیں۔ سوتی، ریشمی، اور گرم کپڑا رکھنے کے بھی گودام بنوائے گئے تھے۔ ہرش نے کچھ خاص عمارتیں ایسی بنوائی تھیں جہاں پر لوگوں کے ٹھہرنے اور کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

ہرش کے علاوہ اٹھارہ ممالک کے راجا مہاراجا خیرات تقسیم کرنے کے لیے وہاں پہنچے تھے۔ انہوں نے وہاں ہزاروں لوگوں کا مجمع دیکھا۔

پہلے دن ایک عمارت میں بدھ کی مورتی رکھی گئی اور غریبوں میں اعلیٰ قسم کے کپڑے اور قیمتی چیزیں تقسیم کی گئیں اور انہیں بڑھیا کھانا بھی کھلایا گیا۔ زمین میں پھول بکھیرے گئے اور موسیقی کا اہتمام کیا گیا۔

دوسرے دن دیو آدتیہ کی مورتی کی استھاپنا کی گئی اور پہلے دن سے آدھی قیمت کی چیزیں تقسیم کی گئیں۔ تیسرے دن ایسور دیو کی مورتی رکھی گئی اور اتنے ہی تحفے

وغیرہ تقسیم کیے گئے جو اس سے پہلے والے دن کیے گئے تھے۔

یہ اجتماع اس وقت تک جاری رہا جب تک کہ گذشتہ پانچ سال کی طرح تمام رسموں کو ادا نہ کر دیا گیا۔ گھوڑے، ہاتھی اور فوجی ہتھیاروں کے علاوہ راجا نے لائے ہوئے ہیرے جواہرات اور کپڑے سب تقسیم کر دیے۔

جب راجا کے پاس کچھ نہیں رہا تو اس نے اپنی بہن سے پرانے کپڑے مانگ کر پہن لیے اور بڑی عقیدت سے بدھ کی عبادت کی۔

اس شاندار مذہبی اجتماع کے ختم ہونے پر ہیون سانگ نے ہرش سے اجازت چاہی۔ ہرش نے دوبارہ بھکشو سے ٹھہرنے کے لیے کہا۔ بھکشو نے محسوس کیا کہ راجا کو اس کی جدائی گوارہ نہیں ہے۔ چین یہاں سے بہت دور ہے۔’’

بھکشو نے ہرش کو بتایا: ’’میں نے بدھ مت کی تعلیم حاصل کر لی ہے۔ جس حقیقت کی تلاش میں میں ہندوستان آیا تھا، وہ مجھے مل گئی ہے اور میں سچائی تک پہنچ گیا ہوں۔ اس لیے میرے ہندوستان آنے کا مقصد پورا ہو گیا ہے۔ چین کے بدھ عالم ان تعلیمات اور علم کو جاننے کے لیے میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ اب میں ہندوستان میں نہیں رُک سکتا۔ اس وقت مجھے یہ حوالہ یاد آ رہا ہے کہ جو لوگ مذہبی علم کو چھپاتے ہیں وہ نسل در نسل اندھے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر آپ مجھے چین جانے سے روکیں گے تو اس سے بے شمار بھگتوں کو نقصان پہنچے گا اور وہ ان تعلیمات سے محروم رہ جائیں گے۔’’

ہرش، بھکشو کے یہ الفاظ سن کر چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے کہا: ''میں بھی ان بھگتوں سے ملنے اور ان کی خدمت کرنے کا خواہش مند ہوں۔ اب یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ رہیں یا واپس جائیں۔'' ہیون سانگ نے جانے کا ارادہ کیا۔ راجا نے اپنے مہمان کے سامنے سر جھکایا اور بہت سے تحائف دینا چاہا۔ لیکن بھکشو نے لینے سے انکار کر دیا۔ اس نے کمار کی دی ہوئی ٹوپی جو سوتی مگر نرم کپڑے کی بنی ہوئی تھی۔ اس لیے قبول کر لی کہ وہ بارش اور دھوپ سے بچ سکے۔

روانگی کے وقت ہرش کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ تیز رفتاری سے سفر کے لیے ہرش نے بھکشو کے ساتھ ایک مضبوط ہاتھی بھیجا۔ جس پر اس کی کتابیں رکھی ہوئی تھیں۔ اس کے علاوہ بدھ کی سونے اور چاندی کی مورتیاں، چندن کی کھڑاویں اور ایک سو پچاس دوسرے تبرکات تھے۔ ہرش نے بھکشو کو تین ہزار سونے اور دس ہزار چاندی کے سکّے راستے میں خرچ کے لیے دیے تھے۔ ہیون سانگ نے سفر شروع کیا۔ تین دن گزر جانے کے بعد ہیون سانگ اور اس کے ساتھیوں کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ ہرش اور کمار سیکڑوں لوگوں کے ساتھ سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آ رہے ہیں۔ دونوں راجا دوبارہ ہیون سانگ سے پھر ملاقات کرنا چاہتے تھے۔ آخری ملاقات کا یہ دوسرا موقع تھا۔

ہرش نے اب چار فوجی افسر بھی ہیون سانگ کے ساتھ کر دیے۔ ان افسروں

کے پاس عمدہ سفید کپڑے پر لکھے ہوئے خط تھے۔ ان خطوں میں ان ممالک کے بادشاہوں کو، جہاں سے ہیون سانگ کو گزرنا تھا ہدایت کی گئی تھی کی وہ ہیون سنگ کو حفاظتی دستے دیں اور اس کی مدد کریں۔ ہرش نے چینی سیاح کی ہر ممکن مدد کی۔ بھکشو نے راجا کا شکریہ ادا کیا اور اس نے جنوب کی طرف سے سفر اختیار کیا۔ وہ پامیر کو پار کرتا ہوا کاشغر، یارکنڈ، کھوتان اور لوپ نار ہوتا ہوا پندرہ سال بعد 645ء میں چین واپس پہنچا۔

•••

اختتامیہ

چین واپس پہنچنے پر ہیون سانگ کا پُر جوش استقبال کیا گیا۔ یہ بتایا جاتا ہے کہ چین کے بادشاہ، وزرا، افسران، تاجر اور دیگر لوگوں نے ہیون سانگ کی واپسی پر شاندار جشن منایا۔ سڑکوں کو سجایا گیا، پیڑوں پر جھنڈیاں لگائی گئیں اور شہنائیاں بجائی گئیں۔

چین کے بادشاہ نے ہیون سانگ کے بغیر اجازت بدیش جانے کو نہ صرف معاف کر دیا بلکہ اس کا قریبی دوست بھی بن گیا۔ ہیون سانگ کے کہنے پر بادشاہ نے اسے بہت سے عالم، فاضل بھکشو ہندوستان سے لائی ہوئی 657 کتابوں کا ترجمہ اور نقل کرنے کے لیے دیے۔ ان مقدس کتابوں کو پڑھنے اور ترجمہ کرنے میں بھکشو کو بہت دن لگ گئے۔ ہیون سانگ بدھ مذہب کی تعلیمات اور تاثرات بھی بیان کرتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ روزانہ سو سے زیادہ عقیدت منداس کی تقریر سننے آتے تھے۔ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اس نے ایک نوجوان کی طرح بڑے جذبہ اور لگن سے کام کیا۔ 664ء میں ہیون سانگ کا انتقال ہو گیا وہ ایک عظیم عالم اور بڑا سیاح تھا۔ آج بھی دنیا کے بہت سے ملکوں میں اس کا نام بڑی عزت سے لیا جاتا ہے۔

●●●